

اہم فتویٰ

رمضان و عید میں چاند کا اختلاف اور قابل عمل شرعی حل !!



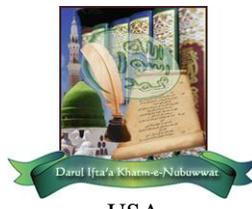
قارئین! یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ آج دنیا بھر میں رمضان و عید کے چاند میں اختلاف و امتیاز نے پوری امت کو تشویش میں مبتلا کر رکھا ہے خصوصاً امریکہ و یورپ میں ایک طرف غیروں کی جگہ ہنسائی اور دوسری طرف اپنی ہی نئی نسلیں سوالیہ نشان بنی ہوئی ہیں کہ کیا اسلام اور پیغمبر اسلامؐ نے اس عظیم عبادت و سترت میں اتحاد کا فارمولہ نہیں دیا؟ اس کتابچے میں صحاح ستہ کی تقریباً ۱۲۹ احادیث اور جمہور فقہائے اسلام کا اتفاق مسلک اور اکابرین امت کے فتاویٰ پیش کئے گئے ہیں کہ گلوبل مون سائٹنگ عین شریعت و سنت ہے اور مرکز اسلام مکہ مکرمہ یعنی سعودی رویت پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے حجت ہے بس اس پر عمل ہی باہمی اتحاد و سترت کا باعث ہے۔

مؤلفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی منیر احمد اخون (دامت برکاتہم)

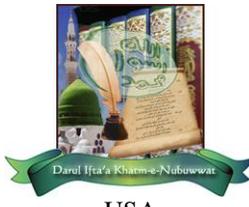
فرزند نسیتی و خلیفہ مجاز

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

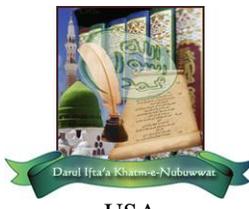


فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۳	عید و رمضان میں اختلاف کا قابل عمل شرعی حل	۱
۷	شرعاً اختلافِ مطالع غیر معتبر ہونے یعنی گلوبل مون سائٹنگ پر صحیح احادیث و اقوال	۲
۹	نبی اکرم ﷺ کا گلوبل مون سائٹنگ پر عمل	۳
۱۰	شرعاً اختلافِ مطالع غیر معتبر ہونے یعنی گلوبل مون سائٹنگ پر خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کا عمل	۴
۱۲	شرعاً اختلافِ مطالع غیر معتبر ہونے یعنی گلوبل مون سائٹنگ پر فقہا کرام کے اقوال	۵
۱۴	شرعاً اختلافِ مطالع غیر معتبر ہونے یعنی گلوبل مون سائٹنگ پر فقہائے مالکیہ و حنابلہ کا فتویٰ	۶
۱۵	شرعاً اختلافِ مطالع غیر معتبر ہونے یعنی گلوبل مون سائٹنگ پر اکابرین امت کے فتاویٰ	۷
۱۵	حضرت گنگوہی کا فتویٰ	۸
۱۵	حضرت حکیم الامت تھانوی کا فتویٰ	۹
۱۵	حضرت شہید اسلام کا فتویٰ	۱۰
۱۵	دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ	۱۱
۱۶	اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ	۱۲
۱۷	علامہ امجد علی خان کا فتویٰ	۱۳
۱۷	مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی کا فتویٰ	۱۴
۱۷	شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی کا موقف	۱۵
۱۷	سعودی روایت کے شرعی حجت ہونے پر اکابرین امت کے فتاویٰ	۱۶
۱۷	فقہیہ انفس حضرت گنگوہی کا فتویٰ	۱۷
۱۸	اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ	۱۸
۱۸	صدر مفتی دارالعلوم دیوبند مفتی حبیب الرحمن کا فتویٰ	۱۹
۱۹	امیر تبلیغی جماعت قطب العالم حضرت شیخ زکریا کا معمول اور ڈاکٹر عبداللہ ندوی کی شہادت	۲۰



۲۰	مفتی اعظم سعودیہ شیخ بن باز کا فتویٰ	۲۱
۲۱	سعودی روایت پر شہادت کے جوابات	۲۲
۲۱	شعبہ ۱	۲۳
۲۲	شعبہ ۲	۲۴
۲۵	شعبہ ۳	۲۵
۲۸	شعبہ ۴	۲۶
۳۰	شعبہ ۵	۲۷



”عید و رمضان میں اختلاف کا قابل عمل شرعی حل“

سوال:- جناب محترم مفتی منیر احمد اخون صاحب دامت برکاتہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلے کہ: ہمارے ہاں امریکہ میں رمضان اور عیدین کا ایک بڑا مسئلہ درپیش ہوتا ہے جس کی بناء پر عوام کافی الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں وہ یہ کہ رویت ہلال کے بارے میں لوگوں کے تین گروہ بن گئے ہیں۔ پہلا گروہ وہ ہے جو کہ شمالی امریکہ میں چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ مختلف علاقوں میں کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو اپنے حساب کتاب کے ذریعے سے معلومات حاصل کرتے ہیں اور پہلے ہی سے لوگوں کو مطلع کر دیتے ہیں کہ کس تاریخ کو رمضان شروع ہوگا اور کس تاریخ کو عید ہوگی۔ تیسرا گروہ وہ ہے جو سعودی عرب والوں کی رویت پر بھروسہ کر کے انکے اعلان پر عید کرتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ اب کیفیت یہ بن چکی ہے کہ ہر علاقہ، ہر محلہ بلکہ ہر گلی میں بھی ایسے مواقعوں پر لوگوں کا ایک عجیب و غریب منظر سامنے آتا ہے اور افراتفری کا عالم ہوتا ہے حتیٰ کہ ایک ہی گھر میں بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ میاں عید منار ہا ہے اور بیوی کا روزہ ہوتا ہے۔ اسی طرح بھائی کا روزہ ہوتا ہے بہن عید منار ہی ہوتی ہے۔ کافی اختلاف پیدا ہو چکا ہے، خوشی کے موقع پر بھی ایک ناخوشی کا منظر ہوتا ہے۔ ہالٹی مور میں خصوصاً اور پورے امریکہ و کینیڈا میں عموماً مسلمانوں کی اکثریت سعودی عرب کی روایت کی بنیاد پر رمضان اور عید کا اعلان کر رہی ہے جبکہ مسلمانوں کی اقلیت لوکل مون سائٹنگ کے مطابق رمضان و عید کرتی ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا مسلمان امت کو اس انتشار سے بچانے اور سب کی خوشی کو ایک کرنے کیلئے سعودی عرب کی رویت کی بنیاد پر رمضان و عید کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ فتاویٰ حاضر خدمت ہیں۔ ان میں اہم فتویٰ دارالعلوم کراچی پاکستان کا ہے۔ آنجناب سے درخواست ہے کہ اس سلسلے میں تفصیلی جواب لکھیں نیز جو سعودی عرب کی رویت پر اعتراض کرتے ہیں، انکا بھی جواب دیں۔ میری تمنا ہے کہ آپ کے فتویٰ کے ذریعے رمضان و عید میں اتحاد کا تحفہ امت کو نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین! (فقہ - احفاظ احمد، ہالٹی مور امریکہ۔ مارچ 23، 2011)

حل عید و رمضان کے مواقع پر باہم انتشار و اختلاف سے بچنے کے لئے بہترین قابل عمل حل قرآن و احادیث کی روشنی اور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے ثابت جمہور اور اکثر فقہائے اسلام۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، بعض شوافع اور اکثر متاخرین حنفیہ اور علامہ ابن تیمیہ وغیرہ کا اتفاق مسک ہے اور وہ ہے (فقہی الفاظ میں) اختلاف مطالع مطلقاً معتبر نہیں یعنی آسان الفاظ میں یوں کہیں کہ گلوبل مون سائٹنگ عین شریعت و سنت کا تقاضا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱، ص ۳۵۶، صحیح مسلم ج ۱، ص ۳۴۷، سنن ابوداؤد ج ۳۶، سنن کبریٰ بہیقی ج ۲، ص ۳۴۹، فتاویٰ شامی ج ۲، ص ۳۹۳) کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہؓ کی تقریباً ۲۹ صحیح احادیث میں پوری امت کو عمومی خطاب کرتے ہوئے مطلق رویت کا حکم دیا ہے اور مالک کے قریب یا بعید ہونے کی کوئی صراحت بیان نہیں کی ہے اور نہ ہی رویت کے حکم کو کسی خاص فرد یا جماعت اور علاقے کے ساتھ وابستہ کیا ہے بلکہ پوری امت کو خطاب کرتے ہوئے گلوبل مون سائٹنگ کا حکم فرمایا ہے جبکہ کسی ایک حدیث سے بھی



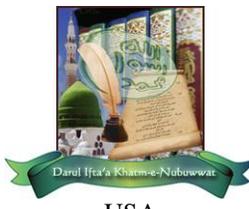
اختلافِ مطالع معتبر ہونے کا ثبوت نہیں ملتا نہ اشارۃ النص سے، نہ اقتضائاً النص سے اور نہ ہی دلالت النص سے۔ یعنی آسان الفاظ میں یوں کہیں کہ لوکل مون سائٹنگ یعنی (ہر ملک کے مسلمان اپنے اپنے ملک کی رویت کا اعتبار کریں) کا کسی ایک حدیث میں بھی صریح حکم نہیں دیا گیا۔

(فتح القدیر ۲۳۳ ج ۲، الفقہ الاسلامی ۶۶۲ ج ۳، کفایت المفتی ۲۲۴ ج ۴، رویت ہلال ۱۱۹ از مفتی محمد نعیم)

یہاں تک کہ شوافع کی دلیل ”حدیث کریم“ میں بھی لکل بلد رویت کے الفاظ کہ ”ہر ملک کی اپنی اپنی رویت کا اعتبار ہے“ نہ خود آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں اور نہ خود ابن عباسؓ نے یہ الفاظ اپنے اجتہاد میں کہے ہیں۔ (اس حدیث پر تفصیلی گفتگو آئندہ آئیگی) بلکہ مزے کی بات یہ ہے کہ خود کریم جو علوم شریعت میں ابن عباسؓ کے خاص شاگرد ہیں کوئی عام آدمی نہیں ہیں۔ ان کا تعجب سے یہ سوال کرنا کہ ”اولا تکلیفی برویت معاویہ وصیامہ فقال لا، ہکذا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ (کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا چاند دیکھنا اور روزہ رکھنا کافی نہیں ہے، انہوں نے (ابن عباسؓ) نے فرمایا نہیں اسی طرح ہم کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔) اس بات پر شاہد عدل اور صحیح قرینہ ہے کہ اس وقت صحابہؓ و تابعینؓ کے ماحول میں ایک ملک کی رویت کا دوسرے ملک میں حجت سمجھی جانے کا عام معمول تھا جس کی تائید بیہقی اور ابو یعلیٰ موصلی کی روایت سے بھی ہوتی ہے (جو آئندہ آئیگی)! اس لئے خاص طور پر کسی حنفی مفتی یا عالم کا خود اپنے فقہائے حنفیہ کے مقابلے میں اس ”حدیث کریم“ کو پیش کر کے شافعی مسلک کے دفاع کے لئے سینہ سپر ہونا ناقابل فہم بھی ہے اور جمہور امت اور اکابرین علمائے دیوبند اور بریلوی کے فتاویٰ سے اعراض بھی۔ حاشا وکلا کسی حنفی عالم کو اس کا تصور بھی نہیں کرنا چاہئے۔

اسی لئے جمہور فقہائے اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ ایک ملک کی رویت دوسرے ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے حجت ہے اور اس کے مطابق روزہ رکھنا اور عید منانا اور قربانیاں کرنا واجب ہے بشرطیکہ رویت ہلال کا ثبوت دوسرے ممالک تک شرعی شہادت و خبر کے مطابق ہو جائے (رد المحتار شامی ۳۹۳ ج ۲، فتاویٰ عالمگیری ۹۸ ج ۱، بحر الرائق ۲۰ ج ۲، امداد الفتاویٰ ۱۵۴ ج ۲، فتاویٰ محمودیہ ۲۸۲ ج ۷) نیز تمام مکاتب فکر دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث وغیرہ کے اکابر علمائے کرام کے فتاویٰ بھی اس پر متفق ہیں چنانچہ جب مرکز اسلام مکہ مکرمہ سے ائمہ القریٰ کی مرکزی رویت ہلال کمیٹی عید و رمضان کے چاند کا باقاعدہ اعلان کر دے تو امریکہ و کینیڈا اور یورپ وغیرہ دور ممالک کے مسلمانوں پر اس کے مطابق روزہ رکھنا، عید منانا اور قربانیاں کرنا واجب ہے ورنہ شہر و شہر رمضان ہو جائیگی وجہ سے روزے کی قضا لازم آئے گی اور عید کے دن روزہ رکھنے کی صورت میں سخت گناہ گار ہونگے اور امت کو انتشار میں ڈالنے کا وبال الگ رہا۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اگر مکہ یا مدینہ سے شرعی ثبوت کے ساتھ خبر آجائے کہ وہاں یہاں سے پہلے چاند ہوا ہے تو ہندوستان والوں پر اس خبر کی وجہ سے ایک روزہ رکھنا فرض ہوگا الخ (فتاویٰ رحیمیہ ۲۱۱ ج ۱ بحوالہ وعظ العشر ۸۷۷) نیز بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا الیاس کاندھلویؒ کے استاذ و پیر و مرشد مرجع علمائے دیوبند امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اپنی مایہ ناز کتاب کوکب الدرر شرح ترمذی میں انظر از ہیں کہ اگر کلکتہ (ہندوستان) میں چاند جمعہ کی رات میں نظر آیا اور مکہ میں خمیس (جمعرات) کی



رات کو اور کلکتہ والوں کو پتا نہ چل سکا کہ مکہ میں رمضان خمیس (جمعرات) سے شروع ہو چکا ہے تو جب بھی ان کو اس بات کا پتا چلے گا ان کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ عید مکہ والوں کے ساتھ منائیں اور پہلا روزہ قضا کریں الخ

(کوکب الدرری شرح ترمذی ۳۳۶)

فاضل بریلی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی بھی ایک فتویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں عمر و کا قول (کہ ہند سے دور دراز ملک مکہ معظمہ میں ۲۹ کا چاند ہو گیا تو بھرانج والوں کو ان کے ساتھ روزہ نہ رکھنے کی بناء پر ایک روزہ کی قضا کرنا لازمی ہے) صحیح ہے، ہمارے آئمہ کرام کا مذہب صحیح معتمد یہی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۵۶ ج ۱۱۸ از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی)

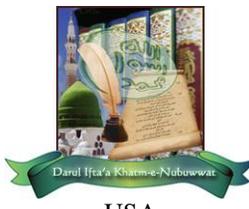
کیونکہ سعودی عرب میں علمائے مکہ و مدینہ جس بنیاد پر روایت ہلال کا اعلان کرتے ہیں وہ خالص سنت طریقت ہے جس میں چاند کی نفی و اثبات میں قواعد فلکیہ کو کوئی دخل نہیں اور اسی پر تمام فقہائے اربعہ فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی متفق ہیں سوائے شوافع میں سے علامہ سبکی کے کوئی مخالف نہیں جنہوں نے شریعت و سنت کے مقابلے میں چاند کی نفی میں قواعد فلکیہ کا اعتبار کیا ہے حالانکہ شرعی ذرائع صرف تین ہیں ۱۔ روایت عامہ ۲۔ شرعی شہادت یا خبر ۳۔ اکمال ثلاثین یہی وجہ ہے کہ خود شوافع میں سے علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ خیر الدین ربیع نے علامہ سبکی کے قول کو مردود ناقابل اعتبار اور باطل قرار دیا ہے۔ نیز استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوری اور مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی نے سبکی کی تحقیق کو غلط قرار دیا اور اسکو شرعی ذرائع کے مقابلے میں ایک نئے سبب کا اختراع کہا ہے۔

(فتویٰ ۱۹۶۹ء) فتاویٰ شامی ۳۵۴ ج ۳ (فقہ حنفی) مواہب الجلیل ۲۸ ج ۲ (فقہ مالکی) شرح مہذب ۲۸ ج ۶ (فقہ شافعی) کتاب الفروع ج ۳ (فقہ حنبلی)

اسی لئے موجودہ دور کے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی، شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی، دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم مفتی نظام الدین اعظمی، صدر مفتی دارالعلوم دیوبند مفتی حبیب الرحمن، مظاہر العلوم سہارنپور کے مفتی محمد یحییٰ، جامعہ بنوریہ کراچی کے مفتی محمد نعیم اور بریلوی مکتبہ فکر کے بانی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی وغیرہ دیگر علمائے کرام نے سعودی روایت کو شرعی روایت قرار دیا ہے اور اس امکان کو رد کیا ہے کہ وہاں کسی قسم کے کیلنڈر کے مطابق اعلان ہوتا ہے۔

چنانچہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی دارالعلوم کراچی سے جاری کردہ ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں بلکہ شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی کی بھی یہی رائے ہے جو اس فتویٰ میں مذکور ہے۔ (چند اقتباسات ملاحظہ ہوں)

۔۔۔۔ حساب فلکی روایت کے باب میں کوئی شرعی ذریعہ نہیں۔ شرعی ذرائع صرف تین ہیں۔ (الف) روایت عامہ (ب) شرعی شہادت یا خبر (ج) اکمال ثلاثین۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ چاروں مذہب کے فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ حساب فلکی روایت ہلال کے مسئلہ میں بیوثنا اور نفیاً مد شرعی اور مستند شرعی نہیں بلکہ حساب اور شہادت میں تعارض واقع ہونے کی صورت میں شہادت اگر شرعی ضابطہ کے مطابق ہے تو اس کا اعتبار ہوگا اور حساب کو نظر انداز کیا جائے گا یعنی حساب فلکی کی وجہ سے شہادت رد نہیں ہوگی، اس تفصیل سے سعودی عرب والوں پر حساب فلکی



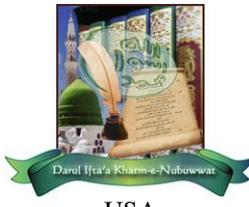
کے قواعد کو نظر انداز کرنے پر مختلف قسم کی خرابیاں لازم آتی ہیں۔ یہ سارے اعتراضات رفع ہوئے کیونکہ سب کا منشاء حساب فلکی پر مدار رکھنا ہے۔

نتیجہ بحث یہ ہے کہ سعودی عرب والے اگر شہادت شرعیہ کی بنیاد پر رمضان اور عیدین کا فیصلہ کرتے ہیں تو یہ درست ہے اگرچہ نصاب شہادت ان کے فقہی مذہب کے مطابق اور حساب فلکی کے خلاف ہو اور جب سعودی عرب کی روایت کا فیصلہ مذکورہ بالا شرعی اصول کے مطابق درست ہو تو اس صورت میں برطانیہ یا امریکہ کے رہنے والے اس کے مطابق عمل کر سکتے ہیں، بشرطیکہ یہ فیصلہ ان تک طریق شرعی سے پہنچ جائے جو کہ معروف ہے (فتویٰ نمبر ۸۷۴۶ مورخہ ۱۲ شعبان ۱۴۲۲ھ)

(نوادر الفقہ ۸ ج ۸ از مفتی رفیع عثمانی۔ فتاویٰ عثمانی ۱۵ ج ۱۳ از مفتی تقی عثمانی، فتاویٰ محمودیہ ۲ ج ۷، ثبوت ہلال نیومون تھیوری از مولانا یعقوب احمد مفتاحی)

بلکہ شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی کے بیان کے مطابق ۳۱ فروری ۲۰۱۲ء مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی رابطہ عالم اسلامی کی عالمی کانفرنس میں عرب و عجم کے علمائے اکرام کی اکثریت نے اس صورت کو بہترین قرار دیا کہ اگر مشرق میں چاند نظر آجائے اور اس کا ثبوت مغرب کے کسی ملک میں ہو جائے تو مغرب کے ملک کو اس پر عمل کر لینا چاہئے (سعودی عرب ہمارے مشرق میں ہے لہذا وہاں کی روایت کا ثبوت امریکہ و کینیڈا مغربی ممالک میں معتبر اور حجت ہوگا۔ ناقل) نیز سعودی عرب کے 30 سے زیادہ چوٹی کے جید علماء و مفتیان نے اپنے دستخط شدہ بیان میں سعودی روایت کو شرعی کہا ہے بلکہ مفتی اعظم سعودیہ شیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز اور امام کعبہ شیخ محمد عبداللہ السبیل نے سعودی عرب میں روایت کو شرعی قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف منفی پراپیگنڈہ کرنے والوں کی سخت الفاظ میں تردید کی ہے۔ کہ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ سعودیہ کے ثبوت ہلال کا اعلان محکمہ موسمیات کی تقویم (کیلنڈر) کے مطابق کرتے ہیں۔ یہ بہتان عظیم اور سراسر جھوٹ پر مبنی ہے۔ ایسوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور یہ ان کذابوں کی کذب میں سے ایک جھوٹ ہے جن کے دلوں میں مملکت سعودیہ کے لئے کینہ بھرا ہوا ہے اور یہ لوگ سعودی حکومت کو خواہ مخواہ بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ مملکت میں مہینہ شروع کرنے کے لئے ”روایت ہلال کے ثبوت“ پر اعتماد کیا جاتا ہے نہ کہ رسمی تقویم اتم القریٰ پر، کیونکہ یہ تقویم فلکی حساب پر مبنی ہے جو مملکت کے دفتری تاریخوں کی ضرورت کے لئے ہے اور جب یہ روایت سے خلاف ہو تو روایت ہی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ اتم القریٰ کی تاریخ کا۔ (جیسا کہ ترجمہ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں) نیز سعودی روایت پر اعتراض کرنیوالے دراصل سنت کا سادہ طریقہ اور ائمہ اربعہ کا اتفاق مسلک چھوڑ کر ایک درجے میں فلکی حسابات کی پیروی کرتے ہیں جسکی سنت و شریعت میں کوئی سند اور جواز نہیں۔ بلکہ طریقہ سنت کے مقابلے میں باطل اور ایک نئے سبب کا اختراع ہے جس سے اختلاف و انتشار کا دروازہ کھلتا ہے۔

(فتاویٰ شامی ص 355-354 ج) (شرعی ثبوت ہلال صفحہ 185-181) (سعودی عرب کی روایت صفحہ 39-33) (روایت ہلال و اعتبار مطالع صفحہ ۱۸-۸۱ از مفتی محمد نعیم کراچی، ماہنامہ البلاغ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ)



شرعاً اختلافِ مطالع غیر معتبر ہونے یعنی گلوبل مون سائیننگ پر صحیح احادیث و اقوال

گلوبل مون سائیننگ پر نبی اکرم ﷺ کی ایک دو نہیں بلکہ صحاح ستہ کی تقریباً ۱۲۹ احادیث شاہد عدل ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی نظر میں اختلافِ مطالع کا ہرگز کوئی اعتبار نہیں بلکہ ان احادیث میں پوری امت کو خطاب کر کے گلوبل مون سائیننگ کا حکم فرمایا۔ چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

(۱)۔ محمد بن زیاد قال : سمعت ابا هريرة يقول : قال النبي ﷺ ، او قال ابو القاسم ﷺ : صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته ، فان غم عليكم فاكملوا عدة شعبان ثلاثين (بخاری . الصوم / ۳۵۶)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا چھوڑ دو (عید منائے) اور اگر کسی وجہ (بادل، دھواں وغیرہ) سے چاند دکھائی نہ دے تو شعبان کی تیس کی مقدار پوری کر لو۔

(۲)۔ عن ابی هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : اذا رايتم الهلال فصوموا ، واذا رأيتموه فافطروا فان غم عليكم فصوموا ثلاثين يوماً . (مسلم الصيام / ۳۴۷)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب چاند دیکھو تو روزہ رکھنا چھوڑ دو، (عید منائے) اگر کسی وجہ (بادل، دھواں وغیرہ) سے چاند دکھائی نہ دے تو تیس روزے پورے کر لو۔

(۳)۔ عن ابن عباس قال : قال رسول الله ﷺ : لا تصوموا قبل رمضان ، صوموا لرؤيته ، افطروا لرؤيته ، فان حالت دونه غيابة فاكملوا ثلاثين يوماً . (ترمذی / ۲۶۶)

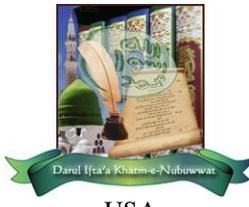
(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم رمضان سے پہلے روزہ نہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ افطار کرو اور اگر بیچ میں کوئی چیز (بادل، دھواں وغیرہ) حائل ہو تو تیس دن مکمل کر لو۔

(۴)۔ عن عبد الله بن ابي قيس قال : سمعت عائشة رضي الله عنها تقول : كان رسول الله ﷺ يتحفظ من شعبان مالا يتحفظ من غيره ثم يصوم لرؤيته رمضان ، فان غم عليه عدت ثلاثين يوماً ، ثم صام . (ابو داؤد ، كتاب الصوم ، باب اذا أغمى الشهر ، / ۳۲۵)

(ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن ابی قیس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے ایام اور تاریخ کو بہ نسبت دوسرے ایام اور تاریخوں کے خوب اچھی طرح یاد رکھتے تھے اس کے باوجود آپ ﷺ رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے اور اگر کسی وجہ (بادل، دھواں وغیرہ) سے چاند نہ دیکھ پاتے تو تیس دن پورے کر کے روزہ رکھتے۔

(۵)۔ عن عبد الله بن عمر قال : قال رسول الله ﷺ : الشهر تسع و عشرون ، فاذا رأيتم الهلال ، فصوموا ، فان غم عليكم فاقدروا له . (مسلم ، / ۳۴۷)

(ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مہینہ ۲۹ دن کا ہوتا ہے، اور فرمایا کہ جب

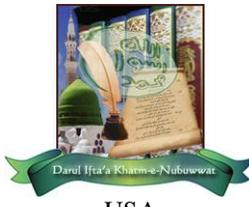


تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب چاند دیکھو تو روزہ رکھنا چھوڑ دو (عید مناؤ)، اگر چاند دکھائی نہ دے تو حساب پورا کر لو۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بعینہ یہی مضمون حدیث بالا ۳ کی طرح کتب احادیث میں منقول ہے اور ان کی بھی کسی روایت سے اختلاف مطالع کا ثبوت تو کیا اشارہ تک نہیں ملتا، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ۶ صحیح مرفوع حدیثوں کے مقابلے میں، جن میں گلوبلمون سائینگ کا حکم فرمایا گیا ہے ”حدیث کریب“ کو پیش کرنا علمی دیانت کے منافی ہے جب کہ حدیث کریب میں کسی پہلو کی کوئی صراحت بھی نہیں ہے بلکہ بکثرت احتمالات ہیں چنانچہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نے او جز المسائل جلد ۳ میں اس کے عقلی و نقلی تیرہ جوابات نقل فرمائے ہیں۔

فائدہ: چنانچہ مفتی محمد نعیم رئیس دارالافتاء جامعہ بنوریہ کراچی لکھتے ہیں (تعمیریسیر) کہ اس طرح کی ۲۹ صحیح احادیث مطلق روایت کے بارے میں ہیں اور ان میں کوئی قید و بند نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے پوری امت کو عمومی خطاب کرتے ہوئے مطلق روایت کا حکم دیا ہے اور مما لک کے قریب یا بعید ہونے کا کوئی فرق بیان نہیں کیا اور نہ ہی روایت کے حکم کو کسی خاص فرد یا جماعت اور علاقے کے ساتھ وابستہ کیا ہے بہر کیف قاعدہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر باقی رہتا ہے یہاں تک کہ کوئی نص اس کو کسی قید کے ساتھ مقید کر دے اور اس کے اطلاق کو ختم کر دے۔

لہذا مذکورہ احادیث کے مطلق ہونے کی بناء پر ایک جماعت کی روایت یا ہلال رمضان کے لئے ایک فرد (جو مقبول الشہادۃ ثقہ آدمی ہو) کی شہادت پوری دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے کافی ہے اور یہی جمہور کا مسلک اور موقف ہے۔
(روایت ہلال و اعتبار مطالع ۲۶)

نیز تبلیغی جماعت میں سند کہلانے والے مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی احادیث ہلال کے اطلاق اور شہود شہر رمضان کے حوالے سے بڑی نایاب تحقیق ارشاد فرماتے ہیں (اقتباس ملاحظہ ہو)۔۔۔ ”اس میں شک نہیں کہ روزہ کی فرضیت موقوف ہے شہود رمضان پر ”فمن شهد منکم الشهر فلیصمه“ مگر حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت ہلال پر موقوف ہے ”صوموا لرؤیتہ“ الحدیث۔ اس لئے جمع کی صورت یہ ہے کہ شہود شہر کو موقوف کیا جائے روایت ہلال پر اب روایت ہلال کی دو صورتیں ہیں یا تو ہر شخص کے حق میں خود اسی کی روایت معتبر ہو کسی دوسرے کی روایت کافی نہ ہو تب تو اندھے، ضعیف البصر، مستورات جو کسی بلند مقام سے پہلی شب کو چاند نہ دیکھ سکیں، ابرو غبار و دخان والی جگہ کے رہنے والے یہ سب لوگ صوم سے مستثنیٰ ہو جائیں گے۔ بعض کچھ وقت کے لئے بعض مدت العمر کے لئے اس کا بطلان تو بدیہی اور مجمع علیہ ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بعض کی روایت سب کے حق میں معتبر اور کافی ہو جائے (بشرطیکہ شرعی طریق پر قابل قبول شہادت حاصل ہو جائے) یہی حق ہے اب جس کو بھی روایت کا علم (شرعی شہادت سے) حاصل ہو گیا تو دیکھنے والے کی طرح اس کے حق میں بھی شہود شہر ہو گیا۔ یہ کہنا کہ مشرق کی روایت سے (باوجود شرعی شہادت پہنچنے کے) مغرب میں شہود شہر نہیں ہو غلط ہے جس طرح نزدیک کی شہادت پر شرعی احکام نافذ ہوتے ہیں اسی طرح دور کی شہادت پر بھی جاری ہوتے ہیں، دور و نزدیک کی تفریق حد و دو قصاص (جن کو



ادنیٰ سے شبہ کی بناء پر ساقط کر دینے کا حکم ہے) میں بھی نہیں۔ بلکہ شریعت میں اس کی نظیر ملنا دشوار ہے پس مذہب حنفیہ نص قطعی یا حدیث یا اجماع یا قیاس سے خلاف نہیں بلکہ عین موافق ہے۔۔۔۔۔ الخ

(فتاویٰ محمودیہ ۲۸۲ ج ۷)

بلکہ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب اپنے معروف فتاویٰ کفایت المفتی میں لکھتے ہیں صوموا کا خطاب عام ہے تمام مکلفین اس میں داخل ہیں اور رویت کا لفظ لرؤیتہ میں مصدر ہے جس کا فاعل مذکور نہیں کہ کس کے دیکھنے پر روزہ رکھو پس اگر مخاطبین کو ہی فاعل مانا جائے اور معنی یہ ہوں کہ جو دیکھے وہ روزہ رکھے! تو یہ خرابی ہے کہ بہت سے مکلفین بھی روزے سے بچ جائیں جنہوں نے باوجود شہر میں رہنے اور شہر میں رویت ہونے کے بھی چاند نہیں دیکھا (کیونکہ ہر ایک تو چاند دیکھتا بھی نہیں، کچھ لوگوں کی رویت اور شہادت پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ناقل) حالانکہ یہ بالاجماع باطل ہے کہ جو اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھے اس پر روزہ نہ ہو پس لامحالہ رویت کا فاعل بھی عام لینا ہوگا کہ کسی دیکھنے والے کے دیکھنے پر روزہ رکھو خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں جبکہ رویت کا ثبوت ہو جائے کہ کسی نے چاند دیکھا ہے خواہ کہیں دیکھا ہو تمام مکلفین پر روزہ فرض ہو گیا۔ اس حدیث میں جیسے رویت کا فاعل مذکور نہیں ایسے محل رویت (ملک اور جگہ) بھی مذکور نہیں اس لئے وہ بھی عام ہے کہ کہیں دیکھا جائے صرف اس امر کی ضرورت ہے کہ دیکھنا ثابت ہو جائے۔ (گویا مطلب یہ نکالا کہ کوئی بھی مسلمان کہیں بھی دیکھے اور اس کا دیکھنا دنیا کے دوسرے مسلمانوں تک بطریقہ شرعی پہنچ جائے تو دنیا کے تمام مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا واجب ہے، ناقل)

(کفایت المفتی ۲۲۳ ج ۴)

نبی اکرم ﷺ کا گلوبل مون سائٹنگ پر عمل:

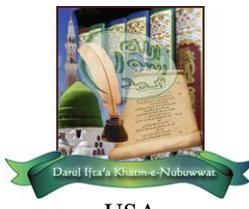
چنانچہ ابوداؤد شریف میں اسی سلسلہ میں روایت مروی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے گلوبل مون سائٹنگ یعنی مدینہ منورہ سے باہر کی رویت کا اعتبار کیا ہے۔ بلکہ اس حدیث کو جمہور فقہائے اسلام نے اس بات پر صحیح صریح دلیل قرار دیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اختلاف مطالع کا مطلقاً اعتبار نہیں کیا یعنی گلوبل مون سائٹنگ پر آپ ﷺ نے عمل فرمایا ہے۔

عن ربیع بن حراش عن رجل من اصحاب النبی ﷺ قال: اختلف الناس فی آخر یوم من رمضان، فقدم

اعرابیان، فشهدا عند النبی ﷺ: با لله لا هلالاً الھلال امس عشیة، فامر رسول الله ﷺ الناس ان یفطروا "زاد

خلف فی حدیثہ: و ان یغدوا الی مصلاھم،، (ابوداؤد شریف ۳۲۶/۱، ۳۶۷)

(ترجمہ) ربیع بن حراش صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک مرتبہ رمضان کے آخری دن کے بارے میں لوگوں کو تردید ہوئی کہ آج تیس رمضان ہے یا یکم شوال؟ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں دو اعرابی آئے۔ اور اس بات کی شہادت دی کہ ان دونوں نے گذشتہ شام چاند دیکھا تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے لوگوں کو روزہ افطار کرنے کا حکم فرمایا

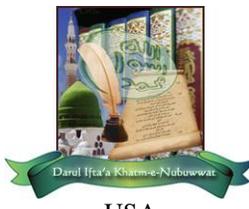


اور یہ کہ آئندہ صبح کو سب لوگ عید کی نماز کے لئے عید گاہ پہنچیں۔

فائدہ: چنانچہ مفتی محمد نعیم رئیس دارالافتاء جامعہ بنوریہ کراچی لکھتے ہیں (بتغیر لیسر) حدیث میں جن دو اعرابوں کا قصہ ہے اس کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر یہ لوگ بہت دور سے آئے تھے کیونکہ کل شام کو جب چاند دیکھا ہوگا تو شہادت کی اہمیت کے پیش نظر انہوں نے فوراً مدینہ کا سفر شروع کیا ہوگا۔ اور اگلے دن جا کر مدینہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر چاند دیکھنے کی شہادت دی۔ ان کی شہادت کو اختلافِ مطالع (لوکل مون سائٹنگ) کا اعتبار کئے بغیر نبی کریم ﷺ نے قبول فرما کر اہل مدینہ کو روزہ افطار کرنے کا حکم فرمایا۔ (اگر نبی کریم ﷺ کی نظر میں اپنے علاقے کا چاند معتبر ہوتا تو مدینہ کے باہر سے آئے ہوئے اعرابوں کی گواہی قبول نہ فرماتے) حالانکہ یہ حضرات بہت دور نکل آئے تھے تقریباً ۱۶ سے ۲۰ میل کا سفر تو کم از کم کیا ہوگا، اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کی روایت کو اہل مدینہ کے لئے حجت قرار دیا، اگر اختلافِ مطالع معتبر ہوتا تو حضور اکرم ﷺ ان کی روایت کو اہل مدینہ کے لئے حجت نہ قرار دیتے۔ تو معلوم ہوا کہ اختلافِ مطالع کا عدم اعتبار یعنی گلوبل مون سائٹنگ ہی صحیح مسلک ہے جسے نہ صرف حنفیہ نے بلکہ مالکیہ اور حنبلیہ نے بھی اختیار کیا ہے۔ یہی جمہور فقہاء کا مسلک اور حنفیہ کی ظاہر الروایت ہے، جس پر فتویٰ ہے۔ (اور آج گلوبل دنیا میں باہمی انتشار کے ذریعہ کے لئے عملاً اس سے بہتر کوئی حل نہیں کہ گلوبل مون سائٹنگ کا شرعی طریقہ اختیار کیا جائے۔ جس پر خود آنحضرت ﷺ نے بھی عمل فرمایا)

(روایت ہلال و اعتبار مطالع ۲۶)

نیز شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اس حدیث بالا کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اختلافِ مطالع کو غیر معتبر قرار دیا اور دوسرے علاقے کی شہادت کو اہل مدینہ کے لئے حجت قرار دیا چنانچہ فرماتے ہیں۔۔۔ اور اگر اختلافِ مطالع کو بالمعنی الحقیقی معتبر مانا جائے تو ایک شہر میں بھی ایک آدمی کی روایت دوسرے کے لئے کافی نہ ہونی چاہئے لیکن یہ حضور اقدس ﷺ کے عمل اور ہدایات کے خلاف ہے چنانچہ سنن ابوداؤد میں واقعہ مذکور ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں چاند دیکھا تو نظر نہیں آیا تو آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ آج چاند نظر نہیں آیا، اگلے دن عصر کے بعد ایک قافلہ آیا اور اس نے کہا کہ ہم نے کل شام مغرب کے وقت چاند دیکھا تھا تو چوبیس گھنٹے بعد آ کر انہوں نے شہادت دی تو چوبیس گھنٹے تک چاند دیکھنے کے بعد وہ سفر میں رہے تو یہ تقریباً ایک مرحلے کا سفر ہوگا اور ایک مرحلہ تقریباً سولہ سے بیس میل تک کا فاصلہ ہوتا ہے تو وہاں کی روایت کو حضور ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے حجت قرار دیا، اگر اختلافِ مطالع معتبر ہوتا تو حضور ﷺ ان کی روایت کو اہل مدینہ کے لئے حجت قرار نہ دیتے، تو معلوم ہوا کہ اختلافِ مطالع کا عدم اعتبار ہی صحیح مسلک ہے جو حنفیہ نے اختیار کیا اور جو ان کی ظاہر الروایت ہے۔ متاخرین نے بلادنا سیہ اور بلاد قریبہ کا جو فرق کیا ہے، یہ اختلافِ مطالع کی حقیقت کے خلاف ہے اس لئے کہ بلادنا سیہ اور قریبہ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لہذا حنفیہ کی ظاہر الروایت یہی ہے کہ ساری دنیا میں کسی ایک جگہ بھی چاند نظر آجائے تو دوسرے اہل دنیا کے لئے وہ حجت ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس کا ثبوت دوسری جگہ شرعی طریقہ سے ہو جائے اور اگر اس اصول پر آج تمام ممالک متفق ہو جائیں تو پھر مہینہ کے اٹھائیس یا اکتیس دن کے ہونے کا سوال بھی باقی نہ رہے اور مختلف ملکوں میں انتشار بھی ختم ہو جائے۔۔۔ الخ



(انعام الباری شرح بخاری ۴۹۳ ج ۵)

شروعاً اختلاف مطالع غیر معتبر ہونے یعنی گلوبل مون سائیننگ پر خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کا عمل !!

قارئین! آپ نے ما قبل سنن ابو داؤد کی صحیح روایت ملاحظہ کی جس میں صراحت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے گلوبل مون سائیننگ (کسی دوسرے ملک کی شہادت پر عید و رمضان کا فیصلہ کرنا) پر عمل کیا اور صحابہ کرامؓ گوروزہ توڑنے اور اگلے دن عید نماز ادا کرنے کا حکم فرمایا اور حضرت بلالؓ کے ذریعہ منادی کروائی۔ نہ صرف یہ بلکہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی دور خلافت میں اس پر عمل کیا اور انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا اور ساتھ صحابی رسول ﷺ حضرت براء بن عازبؓ بھی موجود تھے۔ چنانچہ سنن کبریٰ، بیہقی اور زوائد ابی یعلیٰ الموصلی میں دو روایتیں اور اثر موجود ہیں جن میں صراحت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ نے ملک شام اور علاقہ مغرب سے آئے ہوئے شخص کی شہادت رویت کو قبول کر کے چاند کا فیصلہ کیا بلکہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ”اللہ اکبر! اس شخص کی گواہی تمام مسلمانوں کے لئے کافی ہوگئی۔“

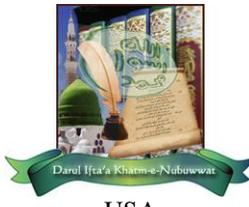
مذکورہ دونوں اثر اور روایتیں سنن ابو داؤد کی مذکورہ بالا صحیح روایت کے لئے زبردست مؤید ہیں اور خلیفہ راشد اور صحابہ کرامؓ کے عمل پر صریح دلیل ہیں:

(۱) ورفاء بن عمر بن عبد الاولی الثعلبی عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال كنت مع البراء بن عازب و عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بالقیع فنظر الی الهلال فاقبل راکب فتلقاه عمر رضی اللہ عنہ فقال من این جئت قال من المغرب قال اهللت قال نعم قال انما یکفی المسلمین الرجل ---

سنن الکبریٰ للبیہقی صفحہ نمبر ۲۴۹ جلد ۴

(ترجمہ) عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں براء بن عازب اور حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ جنت البقیع میں تھا پس حضرت عمرؓ چاند دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے (ابھی تک چاند دکھائی نہیں دیا تھا) کہ ایک مسافر نمودار ہوا تو حضرت عمرؓ اس سے ملے اور دریافت کیا تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا مغرب یعنی ملک شام سے۔ تو آپؓ نے پوچھا کیا تم نے وہاں چاند دیکھا؟ اس نے کہا ہاں دیکھا۔ اس پر آپؓ نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ ایک شخص سب مسلمانوں کے لئے کافی ہو جائے گا یعنی اس شخص کی گواہی سب مسلمانوں کے حق میں کافی ہو جائے گی۔

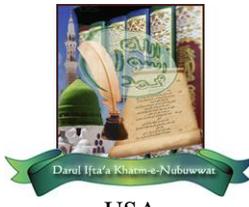
(۲) حدثنا ابو خیشمہ ، ثنا یحیی بن حماد ، ثنا ابو عوانہ عن عبد الاعلی الثعلبی عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال خرج عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ینظر الی الهلال فطلع راکب ، فقال عمر : من این اقبلت ؟ قال : من الشام ، قال : اهللت ؟ قال : نعم قال : اللہ اکبر یکفی المؤمنون احدہم قال فقام فی الصلوۃ زوائد ابی یعلی الموصلی صفحہ نمبر ۴۷۷



(ترجمہ) عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ چاند دیکھنے کے لئے نکلے (ابھی تک چاند نظر نہیں آیا تھا) کہ ایک مسافر نمودار ہوا پس حضرت عمر نے اس سے پوچھا تم کہاں سے تشریف لائے ہو؟ اس نے کہا ملک شام سے، اس پر حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تم نے چاند دیکھ لیا؟ اس نے کہا جی ہاں! (ہم نے چاند دیکھ لیا)۔ تو حضرت عمرؓ نے (خوشی سے نعرہ تکبیر بلند کیا) اللہ اکبر (ساتھ ہی فرمایا) کافی ہوگا مسلمانوں کے لئے انہی میں ایک کا یعنی ایک کی رعیت ہلال کی شہادت سب مسلمانوں کے لئے کافی ہے۔ پھر آپؐ نماز میں کھڑے ہو گئے۔

فائدہ: ان دونوں روایتوں میں صاف پتا چلتا ہے کہ خلیفہ المسلمین حضرت عمر فاروقؓ اختلافِ مطالع کے عدم اعتبار یعنی گلوبل مون سائٹنگ کے قائل تھے اسی لئے آپؓ نے ملک شام کی رویت کو اہل مدینہ پر حجت مانا بلکہ اس پر انتہائی خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ ساتھ ہی اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے مدینہ سے باہر کی خبر و شہادت لینے کا اہتمام فرمایا اور اس مسافر سے باقاعدہ گفتگو کی کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اور کیا تم نے وہاں چاند دیکھا؟ ظاہر ہے اس وقت کے ذرائع مواصلات میں باہر سے خبر و شہادت لینے کا اسی قدر ہی اہتمام ہو سکتا تھا کہ خود مدینہ میں چاند دکھائی دینے سے قبل اگر باہر سے شہادت یا خبر شرعی آجائے تو اسکو لے لیا جائے لیکن آج کے ذرائع مواصلات کی چکاچوند ترقی کا عالم یہ ہے کہ خبر شرعی لمحوں میں یہاں امریکہ و یورپ میں پہنچتی ہے کہ سعودیہ میں چاند نظر آ گیا!! بلکہ سعودیہ میں چاند دیکھنے والا بذریعہ ہوائی جہاز چند گھنٹوں میں امریکہ پہنچ کر باقاعدہ گواہی بھی دے سکتا ہے کہ میں نے باقاعدہ چاند دیکھا ہے!! تو پھر بھلا بتلائیے کہ امریکہ میں چاند دکھائی دینے سے قبل اگر سعودیہ سے خبر آ جاتی ہے کہ وہاں چاند ہو گیا ہے تو ان انکار کرنے والوں کے پاس نبی اکرم ﷺ کا کون سا سواہ اور سنت ہے جس کی بنیاد پر یہ اس رویت کو ماننے سے انکار کرتے ہیں یا خلیفہ راشد یا کسی صحابی کا کون سا صاف صریح عمل ہے جس کو بنیاد بنا کر باہر سے خبر و شہادت لینے سے منکر ہیں اور اپنے اس عمل سے امت میں خصوصاً امریکہ و یورپ ایسے غیر اسلامی ملکوں میں انتشار و افتراق کا باعث بن رہے ہیں جہاں الحمد للہ اتنی تو بے فیصد مسلمان گلوبل مون سائٹنگ پر عمل کر رہے ہیں۔ اللہ سمجھ اور ہدایت دے! آمین

قارئین آپ ہی ذرا غیر جانبدار ہو کر سوچیں کہ اب اس سے زیادہ صاف صریح دلیل اور کیا چاہئے کہ خود نبی اکرم ﷺ نے بھی اور خلیفہ راشد حضرت عمرؓ اور صحابی براء بن عازب وغیرہ نے گلوبل مون سائٹنگ پر عمل فرمایا اور ان کا احسان ہے کہ امت کے لئے وحدتِ عبادت و مسرت کی راہ ہموار کر گئے۔۔۔ معلوم ہوا کہ رمضان و عید میں اختلاف و انتشار کا درس نہ نبی ﷺ نے دیا اور نہ خلفائے راشدین و صحابہؓ نے۔ بلکہ وہ تو اپنے اقوال و افعال سے امت کو اتحاد و اتفاق کا بین الاقوامی نمونہ دکھلا گئے ہیں بس یہ امت کا سانحہ ہے کہ دیگر مسائل کی طرح رمضان و عید کی عظیم عبادت و مسرت کو بھی اختلاف و انتشار کی نظر کر دیا جو غیروں کے لئے جگ ہسائی اور اپنی نئی نسلوں کے لئے سوائیہ نشان بن گیا جبکہ دور رسالت ﷺ اور دور خلفائے راشدینؓ میں کسی ایک شہر کی مثال نہیں ملتی جس میں دو دو عیدیں ایک دن میں ہوئی ہوں اور آج ایک ایک گھر میں تین تین عیدیں عام معمول بن گیا ہے تو کہاں رہی خوشی اور کہاں رہا عبادت کا لطف؟؟ بہر کیف جب تک مطالعے اختلاف پر آپ کو یقین رہے



گاہ تک یہ امت رمضان و عید کے اختلاف سے چھٹکارا نہیں پاسکتی!!

”شراً اختلاف مطالع غیر معتبر ہونے یعنی گلوبل مون سائیننگ پر فقہا کرام کے اقوال“

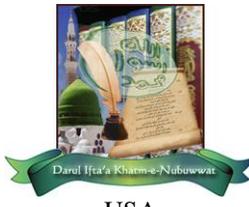
(۱) و اختلاف المطالع و روئیتہ نہاراً قبل الزوال و بعدہ غیر معتبر علی ظاہر المذہب، و علیہ اکثر المشائخ، و علیہ الفتویٰ. (کتاب رد المحتار شامی الصوم ۲/۳۰۳ طبع سعید)
(ترجمہ) اور اختلاف مطالع اور دن کو زوال سے پہلے یا زوال کے بعد چاند کا دیکھنا ظاہر مذہب کے مطابق معتبر نہیں ہے اور یہی قول اکثر مشائخ رحمہ اللہ کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

(۲) و لا عبرة لاختلاف المطالع فی ظاہر الروایة، کذا فی ”فتاویٰ قاضی خان“ و علیہ فتویٰ الفقیہ ابی الیث، و بہ کان یفتی شمس الأئمة الحلوانی قال: لو رأى اهل مغرب هلال رمضان، يجب الصوم على اهل مشرق، کذا فی ”الخلاصة“ (الفتاویٰ العالمگیریہ الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال ۱/۱۹۸)
(ترجمہ) اور ظاہر مذہب کے مطابق اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں ہے اسی طرح ”فتاویٰ قاضی خان“ میں ہے۔ اور اسی پر فقیہ ابو الیث کا فتویٰ ہے اور شمس الأئمة حلوانی اسی پر فتویٰ دیا کرتے تھے وہ یہ کہتے تھے کہ اگر مغرب والے رمضان کا چاند دیکھ لیں تو مشرق والوں پر روزہ رکھنا واجب ہے۔ اسی طرح ”خلاصہ“ میں ہے۔

(۳) وهذا الرأي (رأى الجمهور) هو الراجح لدى توحيد العبادة بين المسلمين و منعاً من الاختلاف غير المقبول في عصرنا، ولان ايجاب الصوم متعلق بلرؤية، دون تفرقة بين الاقطار (الفقه الاسلامی ۳/۱۶۶۲)
(ترجمہ) اور یہ رائے یعنی جمہور کی رائے میرے نزدیک راجح ہے مسلمانوں کے درمیان عبادت میں اتحاد اور یگانگت کے اظہار کے لیے۔ اور اختلاف کو ختم کرنے کے لیے جو ہمارے اس دور میں ناپسند کیا جاتا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ روزے کا وجوب روئیت پر موقوف ہے۔

(۴) علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں و اذا ثبت في مصر لزوم سائر الناس، فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب في ظاهري المذهب، آگے لکھتے ہیں وجہ الاول عموم الخطاب في قوله ”صوموا“ مطلقاً بمطلق الرؤية في قوله ”لرؤيته“ برؤيته قوم يصدق اسم الرؤية فيثبت ما تعلق به من عموم الحكم، فيعم الوجوب، بخلاف الزوال و الغروب، فانه لم يثبت تعلق عموم الوجوب بمطلق مسماه في خطاب من الشارع، والله اعلم الاخذ بظاهر الرواية احوط. (فتح القدير)

(ترجمہ) اور کسی شہر میں روئیت ہلال کا ثبوت ہو جائے تو تمام لوگوں پر روزہ رکھنا اور عید کرنا لازم ہو جاتا ہے، لہذا ظاہر مذہب کے مطابق مغرب والوں کی روئیت کی وجہ سے مشرق والوں پر روزہ رکھنا یا عید کرنا لازم ہے (نیز رسول ﷺ کی تقریباً ۲۹ صحیح احادیث میں خطاب کو گلوبل



(ترجمہ) اور مالکیہ کہتے ہیں کہ جب چاند دیکھا جائے تو روزہ تمام ملکوں میں بسنے والوں پر لازم ہو جاتا ہے چاہے وہ دور ہوں یا قریب اور اس میں مسافت قصر کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی مطالع کے ایک ہونے اور نہ ہونے کا لہذا ہر اس شخص پر روزہ واجب ہو جاتا ہے جس تک رویت ہلال کا ثبوت دو عادل گواہوں یا خبر مستفیض کے ذریعے سے منقول ہو۔

اور حنا بلہ کہتے ہیں کہ جب کسی جگہ رویت ہلال کا ثبوت ہو جائے چاہے وہ قریب ہو یا دور تو تمام لوگوں پر رویت کی وجہ سے روزہ لازم ہو جاتا ہے اور جس نے چاند نہیں دیکھا ہے وہ اس شخص کے حکم میں ہے جس نے چاند اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔

مذکورہ بالا فقہی عبارات سے اتنی بات تو اچھی طرح واضح ہو گئی کہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ میں سے کسی کے نزدیک بھی اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے اور یہی قول صحیح اور احوط ہے اسی کو جمہور کے مسلک سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

بہر کیف جب گلوبل مون سائیننگ سب سے محتاط راستہ فقہائے امت کے نزدیک ہے تو پھر لوکل مون سائیننگ پر بے جا تشدد کر کے امت کو انتشار و اختلاف میں ڈالنا دانی یا تعصب کے سوا کچھ نہیں ہے جبکہ اس موقع اختلاف میں آپ کے پاس جمہور فقہائے اسلام کا اتفاق مسلک بطور حل کے موجود ہے۔ جمہور کی رائے کے مطابق دنیا کے جس خطے میں بھی چاند نظر آجائے تو اس کا حکم دنیا میں بسنے والے تمام مسلمانوں کے لئے لازم اور واجب التعمیل شمار ہوگا، مگر ان کمیٹی جید، مستند اور نامور علماء دین کی جماعت پر مشتمل ہو اور وہ کمیٹی شرعی اصول و ضوابط کے مطابق رویت ہلال کا فیصلہ کرے نیز رویت ہلال کا ثبوت معتبر ذرائع سے دیگر ممالک کے بسنے والے مسلمانوں کو موصول ہو جائے۔ (رویت ہلال ۲۸ تا ۳۴ بتعجیر - سیر)

شرعاً اختلاف مطالع غیر معتبر ہونے یعنی گلوبل مون سائیننگ پر اکابرین امت کے فتاویٰ

حضرت گنگوہی کا فتویٰ:

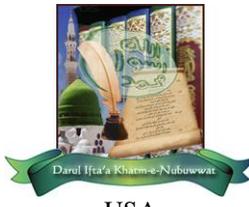
(۱) بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی کے استاذ اور پیر و مرشد مرجع علمائے دیوبند امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں:

اختلاف مطالع صوم اور افطار میں تو ظاہر الروایت میں معتبر نہیں (یعنی گلوبل مون سائیننگ کا اعتبار ہو گا ازناقل) مشرق کی رویت مغرب والوں کے لئے ثابت ہو جاوے گی اگر حجت شرعیہ سے ثابت ہو جائے الخ

(فتاویٰ رشیدیہ ۷۳ طبع محمد علی۔۔)

حضرت حکیم الامت تھانوی کا فتویٰ:

(۲) حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی امداد الفتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں رقمطراز ہیں:



الجواب: فی رد المحتار اختلاف مطالع غیر معتبر علی ظاہر المذہب و علیہ اکثر مشائخ و علیہ الفتویٰ بحر عن الخلاصة النخ اس سے معلوم ہوا کہ مفتی بقول یہی ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں (یعنی گلوبل مون سائٹنگ کا اعتبار ہوگا۔ از ناقل)
(امداد الفتاویٰ ۱۵۴ ج ۲)

حضرت شہید اسلام کا فتویٰ:

(۳) احقر کے والد نسبتی شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید اپنے معروف فتاویٰ ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ میں لکھتے ہیں:۔۔۔۔۔ اس میں ظاہر مذہب یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں۔ (یعنی گلوبل مون سائٹنگ معتبر ہوگا از ناقل) اس لئے اگر دو شہروں کے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہو تب بھی ایک شہر کی رویت دوسرے کے حق میں حجت ملزومہ ہے بشرطیکہ رویت کا ثبوت شرعی طریقہ سے ہو جائے۔ یہی مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے۔۔۔۔۔ (آگے لکھتے ہیں)
۔۔۔۔۔ لیکن فتویٰ ظاہر مذہب پر ہے کہ اختلاف مطالع کا مطلقاً اعتبار نہیں، نہ بلا قریبہ میں اور نہ بلا بعیدہ میں۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲۵۹ ج ۳)

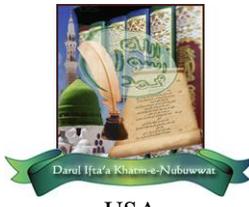
دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ:

(۴) مفتیان دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ معروف فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں ہے:
حنفیہ کے نزدیک اختلاف مطالع مطلقاً معتبر نہیں ہے یہاں تک کہ اگر اہل مغرب کو چاند نظر آوے تو وہ اہل مشرق کو لازم ہو جاتا ہے بشرطیکہ موجب ان کو رویت اہل مغرب کی معلوم اور ثابت ہو جائے۔
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۳۳ ج ۶ طبع مکتبہ امدادیہ بلتان)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ:

(۵) فاضل بریلی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی اپنے فتاویٰ رضویہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:
ہمارے آئمہ کے صحیح مذہب کے مطابق دربارہ ہلال رمضان و عید فاصلہ بلا دکا اصلاً اعتبار نہیں، مشرق کی رویت مغرب والوں پر حجت ہے وبالعکس۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۸/۵۶۷)
ایک اور مقام پر سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

رمضان و عید فطر میں اختلاف مطالع کا قول محققین حنفیہ، محدثین مذہب و مجتہدین روایات فقہیہ قرار دینا، محض غلط و تہمت ہے بلکہ اس کا عدم اعتبار (یعنی گلوبل مون سائٹنگ۔ ناقل) ہی ہمارے آئمہ کرام و مجتہدین عظام کا مذہب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اسی پر جمہور قائم ہیں اور یہی



احوط اور اقویٰ من حیث الدلیل ہے تو بوجہ کثیرہ اس پر عمل ہے اور عدول ہرگز جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ۲۶۸)

نیز متاخرین حنفیہ میں سے امام زیلیعی قریبہ وبعیدہ میں فرق کرتے ہوئے ”اشبہ“ لکھ دینے کو زور دار الفاظ میں رد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”اور متاخرین نے ہزار اضطراب و اختلاف کے بعد آخر علامہ برجندی کی طرح لکھ دیا کہ بالجملہ ضبط آں برسبیل الخ (آگے لکھتے ہیں) اور امام زیلیعی کے ”اشبہ“ لکھ دینے پر مولوی صاحب کافر مانا کہ یہی مذہب محدثین حنفیہ ہے، محض دعویٰ ہے۔ زیلیعی صاحب مذہب نہیں نہ محدثین حنفیہ ان میں منحصر ہیں، ابوحنیفہ و ابو یوسف و محمد کے برابر کون سے محدثین ہوں گے جن کا مذہب عدم اعتبار اختلاف مطالع ہے اور محدثی اگر متقدمین و متاخرین ہی سے خاص ہے تو بالغ مرتبہ اجتہاد امام ابن الہمام کیا کم محدث ہیں جو فرما چکے ہیں کہ ظاہر الروایت ہی پر عمل احوط ہے۔۔۔ الخ

(فتاویٰ رضویہ ۲۶۸)

علامہ امجد علی خان کافتویٰ:

(۶) بریلوی مکتبہ فکر کی معروف کتاب ”بہار شریعت“ میں حضرت علامہ امجد علی خان عدم اعتبار مطالع یعنی گلوبل مون سائیننگ کے حوالے سے لکھتے ہیں: مسئلہ: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف انہی کے لئے نہیں بلکہ تمام جہاں کے لئے ہے مگر دوسری جگہ کے لئے اس کا حکم اس وقت ہے کہ ان کے نزدیک اس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے الخ

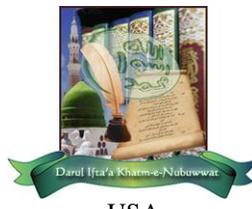
(درمختار بحوالہ بہار شریعت ۴۷۱)

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی کافتویٰ:

(۷) تبلیغی جماعت میں سند کہلانے والے صدر مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی اپنے معروف فتاویٰ محمودیہ میں ایک سوال کے جواب میں اختلاف مطالع غیر معتبر (یعنی گلوبل مون سائیننگ۔ ناقل) کو جمہور آئمہ ثلاثہ امام اعظم ابوحنیفہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا اتفاق مذہب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: جس طرح نزدیک کی شہادت پر شرعی احکام نافذ ہوتے ہیں اسی طرح دور کی شہادت پر بھی جاری ہوتے ہیں چنانچہ مشرق میں شرعی طریقہ پر رویت ہلال ثابت ہونے پر مغرب والوں پر بھی رمضان و عید لازم ہوگا۔ (یعنی گلوبل مون سائیننگ پر عمل ہوگا۔ از ناقل)

(فتاویٰ محمودیہ ۲۷۷ ج ۷)

شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی کا موقف:



(۸) شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی حدیث روایت ہلال کے تحت اختلافِ مطالع کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اختلافِ مطالع کے معنی نہ ماننے (یعنی گلوبل مون سائٹنگ پر عمل سے۔ از ناقل) سے ایک ہی دن میں ساری دنیا میں روزہ اور عید ہو سکتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں: لیکن اصل گڑبڑ یہ ہوتی ہے کہ لوگ اختلافِ مطالع کا مطلب ہی نہیں سمجھتے، جس کی وجہ سے خرابی پیدا ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے بڑا خلجان ہوا ہے۔ اصل میں اختلافِ مطالع کا معنی نہ ہونا (یعنی گلوبل مون سائٹنگ۔ ناقل) ایک ایسی بدیہی حقیقت ہے کہ اس سے انکار کرنا مشکل ہے۔۔۔ الخ

(انعام الباری شرح البخاری ۴۸۹ ج ۵)

سعودی روایت کے شرعی حجت ہونے پر اکابرین امت کے فتاویٰ

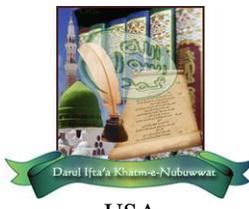
(۱) فقیرہ النفس حضرت گنگوہی کا فتویٰ: بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی کے استاذ و پیر و مرشد امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اپنی مایہ ناز کتاب کوکب الدرری شرح ترمذی میں رقمطراز ہیں کہ اگر کلکتہ (ہندوستان) میں چاند جمعہ کی رات کو نظر آیا اور مکہ میں خمیس (جمعرات) کی رات کو اور کلکتہ والوں کو پتا نہ چل سکا کہ مکہ میں رمضان خمیس (جمعرات) سے شروع ہو چکا ہے تو جب بھی ان کو اس بات کا پتہ چلے گا ان کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ عید مکہ والوں کے ساتھ منائیں اور پہلا روزہ قضا کریں الخ
(کوکب الدرری شرح ترمذی ۳۳۶)

(۲) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ

بریلوی مکتبہ فکر کے بانی و پیشوا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی نے مکہ مکرمہ کی روایت کو شرعی حجت قرار دیتے ہوئے ہندوستان والوں پر روزے کی قضا کا حکم دیا چنانچہ لکھتے ہیں:

مسئلہ ۲۳۰: از بہرائج۔۔۔ سوال: اگر رمضان شریف کا چاند مکہ معظمہ یا ہندوستان سے دور دراز کے ملکوں میں ۲۹ شعبان کو ہوا اور مثلاً بھرائج میں اس تاریخ کو چاند نظر نہ آیا بلکہ ۳۰ شعبان کو چاند ہوا کیا اس صورت میں بھرائج کے باشندوں کو ایک روزہ کی قضا علم و واقفیت قطعاً ہونے پر لازم آتی ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے صورت مذکورہ میں قضا ایک روزہ کی لازم نہیں اس لئے کہ جب قریب ملک میں چاند نظر آئے تو اس کا اعتبار ہے دور ملک کا اس بارے میں اعتبار نہیں، عمر و کا قول اس کے برخلاف ہے یعنی وہ قضا لازم ہونے کا التزام کرتا ہے۔

الجواب: عمر و کا قول (کہ ہند سے دور دراز ملک مکہ معظمہ میں ۲۹ کا چاند ہو گیا تو بھرائج والوں کو ان کے ساتھ روزہ نہ رکھنے کی بناء پر ایک روزہ کی قضا کرنا لازمی ہے) صحیح ہے ہمارے ائمہ کرام کا مذہب صحیح معتمد یہی ہے کہ دربارہ ہلالِ رمضان و عید اختلافِ مطالع کا کچھ اعتبار نہیں، اگر ”مشرق میں روایت ہو مغرب پر حجت ہے اور مغرب میں ہو مشرق پر“ مگر ثبوت بر وجہ شرعی چاہیے (اسکے بعد) آپ اختلافِ مطالع کے

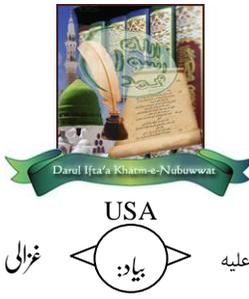


عدم اعتبار پر درمختار کا حوالہ دیتے ہوئے نقل فرماتے ہیں ”اختلاف المطالع غیر معتبر علی المذہب و علیہ اکثر المشائخ و علیہ الفتویٰ الخ“۔

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلی کے فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ سے یہ فتویٰ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حرمین شریفین کی شرعی خبر ہندوستان والوں کو یا دنیا میں کہیں پر بھی نہ ہو نچے خواہ امریکہ کینیڈا یورپ ہی کیوں نہ ہوں تو اعلیٰ حضرت کے نزدیک انہیں مکہ کی رویت پر عمل کرنا ضروری اور چھوٹے ہوئے روزہ کی قضا بھی لازم ہے۔ ناقل) (فتاویٰ رضویہ ۵۶۷ ج ۱۸)

(۳) صدر مفتی دارالعلوم دیوبند مفتی حبیب الرحمان کا فتویٰ:

اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند انڈیا کے صدر مفتی جناب حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمان نے اپنے فتوے میں سعودی رویت کو شرعی رویت قرار دیا ہے اور اس کے خلاف منفی پروپیگنڈے کی تردید کرتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ سعودی عرب میں کسی جنتری یا حساب اور کیلنڈر وغیرہ پر مبنی عید یا رمضان کا فیصلہ نہیں کیا جاتا بلکہ شرعی اصول اور طریق موجب کے مطابق قمری مہینوں کا تعین ہوتا ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ احقر کو بہت پہلے یہ معلوم تھا کہ سعودی عربیہ میں قمری ماہ کی پہلی تاریخ کا تعین رمضان و عیدین وغیرہ کے لئے کسی جنتری یا حساب وغیرہ پر مبنی نہیں کیا جاتا۔ بلکہ شرعی شہادت، شرعی اصول اور طریق موجب کے مطابق کیا جاتا ہے اور پھر اس کے مطابق ان عبادات پر عمل کیا جاتا ہے چنانچہ جب ۱۹۸۳ میں ضیاء الدین لاہوری کا مضمون اسکے خلاف شائع ہوا تھا اس وقت بھی احقر نے غلط اور ابہام بے بنیاد سمجھا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد جلد ہی معتمد علماء سعودی عرب کا تردیدی بیان شائع ہو کر حقیقت واضح ہو گئی تھی۔ خطہ ہجاز مقدس میں حرمین شریفین ہونے کی وجہ سے اسے عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے دلوں میں واجب الاحترام بھی کہہ دیں تو صحیح ہے۔ اسی طرح حکومت سعودی عربیہ چونکہ کتاب و سنت کے مطابق عمل کر رہی ہے اس لئے اس کو بھی واجب الاحترام کہنا درست ہوگا اور وہاں سے رویت ہلال کا اعلان وغیرہ شرعی الفاظ میں اور شرعی ضابطہ کے مطابق اپنے یہاں کی قمری تاریخ کے حساب سے ۲۹ کی شام یا رات میں خبر آجائے اس کو ماننا اور عمل کرنا جائز رہے گا۔۔۔ واللہ اعلم۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ”برطانیہ کے کسی شخص نے ہمیں لکھا تھا کہ سعودیہ میں مدارشوت رویت محض جنتری ہوتا ہے۔ اس پر احقر نے لکھا تھا کہ اگر واقعی ایسی بات ہے تو سعودیہ کی رویت ناقابل اعتبار ہوگی اس کے بعد شیخ عبداللہ بن باز کا دارالافتاء ریاض کا اعلان شائع ہوا کہ ہم لوگ جنتری سے رویت کا حکم نہیں دیتے بلکہ احادیث کے مطابق شرعی ثبوت ملنے پر مدارشوت رویت رکھتے ہیں تو احقر نے اپنی سابق تحریر سے رجوع نامہ بھی بھیج دیا تھا پھر بھی احقر کی جانب ان باتوں کو منسوب کرنا یہ اور ظلم ہوگا بہر حال آپ حضرات (حزب العلماء یو کے اور جمعیتہ علماء برطانیہ) کا اتفاق و اتحاد کر لینا بہت مبارک اقدام ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہمیشہ حدود شرع میں رہتے ہوئے پورے اتحاد و اتفاق سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ اعلم۔ (نوٹ: ایک فقہین فطین نے علمائے برطانیہ کی جماعتوں میں اس اتفاق کے کچھ عرصے بعد حضرت کے پرانے فتوے کو فوٹو کاپی سے تازہ فتویٰ بنا کر برطانیہ میں تقسیم کر کے سخت فتنہ برپا کرنے کی کوشش کی تھی جس پر ہماری طرف سے



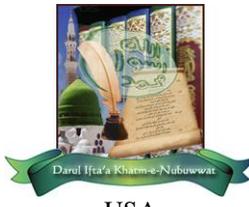
دارالافتاء دیوبند کو پوچھا گیا جس پر حضرت مفتی صاحب نے اوپر والا جواب دیا!

(سعودی عرب کی روایت ۳۳)

(۴) امیر تبلیغی جماعت قطب العالم حضرت شیخ زکریا کا معمول اور ڈاکٹر عبداللہ ندوی کی شہادت:

سابقہ امیر تبلیغی جماعت قطب العالم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی کی سوانح حیات پر مبنی کتاب ”آپ بیتی“ میں کئی مقامات پر حضرت شیخ کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ سعودی عرب میں رمضان، عید اور حج کے چاند کا اعلان باقاعدہ روایت شرعی کی بنیاد پر ہوتا ہے اور کسی قسم کے فلکی حسابات کو ہرگز بنیاد نہیں بنایا جاتا بلکہ جامع ام القریٰ۔ مکہ مکرمہ کے استاذ ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی اپنا رسپانس کا مشاہدہ نقل کر کے سعودی طریقہ روایت ہلال کو عین شرعی قرار دیتے ہیں چنانچہ ڈاکٹر مولانا عبداللہ عباس ندوی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں کہ راقم سطور نے اسی رمضان مبارک میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ کی ”آپ بیتی“ کی تلخیص کا کام کیا۔ جیسا کہ معلوم ہے حضرت کا قیام زندگی کے آخری دس سالوں میں حجاز مقدس میں زیادہ تر مدینہ منورہ میں رہا۔ آپ بیتی میں کئی جگہ رمضان یا عید یا حج کے چاند کے بارے میں حضرت شیخ کے بیانات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں تاریخ کا فیصلہ اور اعلان کسی حساب کی بنیاد پر نہیں بلکہ روایت ہلال کی شہادت ہی کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ رمضان مبارک ۸۹ھ کی نصف اول میں حضرت شیخ کا قیام مکہ مکرمہ رہا اور نصف آخر میں مدینہ منورہ، آخری عشرہ کا اعتکاف بھی مسجد نبوی میں فرمایا۔۔۔ آپ بیتی نمبر ۴ میں حضرت نے لکھوایا ہے۔ ۲۰ رمضان کی شام سے اعتکاف کیا۔۔۔ ۲۹ کا چاند ہوا۔ عشاء کی نماز کے بعد قاضی صاحب نے بھرائی ہوئی آواز میں اعلان کیا کہ شہادت شرعیہ سے روایت ثابت ہو گئی ہے اور رمضان ختم ہو گیا۔ آپ بیتی نمبر ۷ میں ۱۳۹۳ھ کے مدینہ منورہ کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ نے فرمایا ہے۔ شروع رمضان میں چونکہ روایت کا ثبوت دیر میں ہوا تھا اس لئے پہلی شب میں قرآن شریف شروع نہیں ہوا تھا دوسری تاریخ سے شروع ہوا تھا۔ اسی آپ بیتی نمبر ۷ میں ۱۳۹۷ھ کے حج کا بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے؟ جواب: ذی الحجہ کو ٹیلی ویژن وغیرہ پر اعلان ہوا کہ تاریخ بدل گئی اور اب حج بجائے ۲۰ نومبر کے ۱۹ نومبر کو ہو گا۔ (آپ بیتی نمبر ۷ صفحہ ۲۳۵) ظاہر ہے کہ تاریخ کی اس تبدیلی کی وجہ یہی ہے کہ بعد میں ایک دن پہلے روایت کی شہادت فراہم ہو گئی۔ اگر کمپیوٹر یا کسی بھی حساب سے روایت کا فیصلہ کیا جاتا تو تاریخ کی تبدیلی کا اور اسی طرح دیر سے ثبوت فراہم ہونے کا کوئی امکان ہی نہ ہوتا۔ حضرت شیخ کی آپ بیتی میں اس کے علاوہ بھی اسی طرح کی متعدد مثالیں ہیں، بہر حال ان چیزوں کے سامنے آجانے کے بعد اس میں شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ سعودی عرب میں وقتی قمری تاریخ کا فیصلہ اور اعلان روایت ہلال کی شہادت ہی کی بنیاد پر کیا جاتا ہے جو صحیح شرعی طریقہ ہے۔ واللہ یقول الحق وہو بہدی السبیل (اختصار مضمون از ماہنامہ الفرقان لکھنؤ)

(۵) مفتی اعظم سعودیہ شیخ بن باز کا فتویٰ:



مفتی اعظم سعودیہ شیخ عبدالعزیز بن باز اپنے ایک فتویٰ میں سعودی روایت کے حوالے سے وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جو کہتا ہے کہ ”سعودی عربیہ“ میں ”رسمی تقویم“ (ام القرئی) کے مطابق جو شخص چاند کی روایت کی گواہی دینے پہلے آتا ہے اسے انعامات سے نوازا جاتا ہے تو یہ غلط اور ان کذابوں کے کذب میں سے ہے یہ ان کا ایک جھوٹ ہے جن کے دلوں میں سعودیہ کے لئے کینہ بھرا ہوا ہے! جبکہ مملکت میں مہینہ شروع کرنے کے لئے ”روایت ہلال کے ثبوت“ پر اعتماد کیا جاتا ہے نہ کہ رسمی تقویم (ام القرئی) پر کیونکہ یہ تقویم تو فلکی حساب پر مبنی ہے جو مملکت کی دفتری تاریخوں کی ضرورت کے لئے ہے (یاد رہے! دنیا میں سعودی عرب واحد ملک ہے جہاں تمام دفتری اور سرکاری نظام قہری تاریخوں پر چلتا ہے۔ ناقل) اور جب یہ روایت سے خلاف ہو تو روایت ہی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ ام القرئی کی تاریخ کا۔ اس طرح مملکت میں عمل کی بہت سی مشہور مثالیں ہیں جو کسی سے مخفی نہیں، الخ از عبدالعزیز عبداللہ بن باز (شرعی ثبوت ہلال ۱۸۱)

(۶) شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی کا فتویٰ:

شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی اپنے معروف ”فتاویٰ عثمانی“ میں اس سوال کے جواب میں کہ عرب ممالک میں روایت ہلال نظری و بصری ضروری قرار نہیں سے جاتی بلکہ علم ہیئت نجوم (کیلنڈر اور کیلکولیشن میٹھڈ، ناقل) کی رو سے جس دن قرآن شمس قمر ہوتا ہے۔۔۔۔۔ (الی ان قال) چاند کی پہلی شمار کی جاتی ہے الخ۔ ارشاد فرماتے ہیں: جواب: سعودی عرب اور مصر کے بارے میں ہم کو تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں حسابات پر مدار نہیں بلکہ ہلال کی روایت پر ہے اور یہی طریقہ شرعاً درست ہے، حسابات کی بناء پر قہری مہینوں کا تعین شرعاً درست نہیں۔۔۔!!

واللہ سبحانہ اعلم

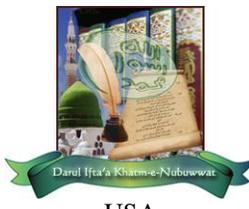
(فتویٰ نمبر ۱۶۸۸/۳۰)

(فتاویٰ عثمانی ۱۶۵/ج ۲)

دیکھا قارئین! مولانا تقی عثمانی ایسی محقق فقہیہ شخصیت جو عرب و عجم دنیا میں برابر مقبول ہے اس تاثر کو رد کر رہی ہے کہ سعودیہ میں تیار شدہ کیلنڈر پر چاند کا اعلان کیا جاتا ہے بلکہ لفظ ”تحقیق“ کے ساتھ فتویٰ جاری کر رہے ہیں کہ ہم کو تحقیق سے معلوم ہے کہ وہاں حسابات پر مدار نہیں بلکہ ہلال کی روایت پر ہے الخ بہر کیف ان محقق شخصیات کی صائب تحقیق کے مقابلے میں ہماشما کی بدگمانیوں کی شرعاً و عقلاً و قانوناً اور اخلاقاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔

سعودی روایت پر شبہات کے جوابات

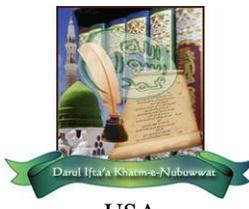
شبہ ۱: سعودی عرب اور امریکہ کے درمیان اوقات کا اتنا بڑا فرق ہے کہ اگر امریکہ میں ظہر کی نماز ہے تو سعودی عرب میں عشاء ہو رہی ہے، یہاں اگر عشاء ہے تو سعودیہ میں فجر ہو رہی ہے بعض جگہ تقریباً دس بارہ گھنٹے کا فرق ہے تو امریکہ کے مسلمان کس طرح سعودیہ کی روایت کو فالو



کر سکتے ہیں؟

جواب: بہت خوب! ہم بات کر رہے ہیں چاند کی اور آپ بات کر رہے ہیں سورج کی۔ آپ کا یہ قیاس ہی مع الفارق ہے جو کہ باطل ہے بھئی! اوقات کا تعلق سورج کے ساتھ ہے اور نمازیں اپنے اپنے اوقات کے مطابق فرض ہوتی ہیں جبکہ اسلام میں مہینوں کی ابتدا و انتہا کا تعلق چاند کے ساتھ ہے اور چاند پوری دنیا کا ایک ہی قرار دیا گیا ہے چنانچہ دنیا کے دوسرے مسلمانوں کو شرعی طریقہ سے اطلاع پہنچ جائے کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا ہے تو سب کے لئے حجت ہے۔ جبکہ آج کی گلوبلائز دنیا میں یہ اس قدر آسان ہو چکا ہے کہ اس سے قبل اس کا تصور بھی دشوار تھا مگر سرکارِ دو عالم نبی اکرم ﷺ کا یہ عظیم معجزہ ہے کہ انہوں نے اس دور میں گلوبل مون سائٹنگ کا حکم فرمایا جس دور میں گلوبلائز دنیا کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا مگر نور نبوت کی آنکھ دیکھ رہی تھی کہ گویا یہ دنیا ایک گھر کی مانند ہونے والی ہے کہ ایک کمرے سے نکلے اور دوسرے کمرے میں داخل ہو گئے، پل کی خبریں باہم یوں شیئر ہوں گی کہ گویا اک ہی محفل کے سب شریک کار ہیں تو ایسے میں ایک ملک کے چاند کی خبر کالمحوں میں دوسرے ملکوں تک پہنچنا لابدی اور لازمی امر تھا اسلئے آپ ﷺ نے رمضان و عید کے چاند کی رویت کا حکم بھی گلوبلائز ارشاد فرمایا تا کہ میری امت کے مسلمان اس عظیم عبادت و مسرت کو باہمی اختلاف و انتشار کی نذر نہ کر بیٹھیں۔ بہر کیف سعودی رویت کو اختیار کرنے کی صورت میں دن نہیں بدلتا مثلاً اگر سعودیہ میں رمضان کا چاند جمعہ کی شام کو دکھائی دیتا ہے اور ہفتہ کا پہلا روزہ بنتا ہے تو امریکہ کے مسلمانوں کا بھی پہلا روزہ ہفتے ہی کا ہو گا اور یوں مبارک طاق راتیں سب کے ہاں ایک دوسرے سے متفق ہوں گی مسنون اعتکاف کے ایام باہم متفق ہوں گے اور عید کی خوشیاں تقریباً پوری امت ایک ہی دن منائے گی۔

اسی کے ضمن میں بعض لوگ یہ شبہ کرتے ہیں کہ سعودیہ میں تو آٹھ دس یا بارہ گھنٹے پہلے روزہ اور عید ہوتی ہے، ہم امریکہ والے اس کو فالو بھی کریں تو کئی گھنٹوں کا اختلاف پایا جاتا ہے تو اتفاق تو ندر ہا؟ تو بھئی! ہم عرض کر چکے ہیں کہ اوقات کا تعلق سورج کے ساتھ ہے اور سورج اپنے طلوع غروب کے ساتھ دن کی ابتدا و انتہا کرتا ہے جبکہ ہم بات کر رہے ہیں مہینوں کی اور مہینوں کی ابتدا و انتہا کا مدار اسلامی نکتہ نظر سے چاند کی رویت پر ہے چنانچہ گلوبل مون سائٹنگ کی صورت میں دنوں کا اختلاف ہرگز نہیں ہوتا بلکہ دن ایک رہتا ہے نیز اگر گھنٹوں کے اختلاف کی آپ کی نظر میں کوئی اہمیت ہے تو پھر یہ اشکال تو لوکل مون سائٹنگ میں بھی پایا جاتا ہے کہ کیلیفورنیا والے نیویارک والوں سے تقریباً تین گھنٹے بعد رمضان و عید کی ابتدا کرتے ہیں اور ہوائی والے تو تقریباً سات گھنٹے کا فرق رکھتے ہیں بلکہ ایک آدھ گھنٹے کا فرق تو بہت سی اسٹیٹس میں پایا جاتا ہے۔ پھر تو لوکل مون سائٹنگ میں بھی اتفاق ندر ہا چنانچہ اگر آپ گھنٹوں کا فرق لوکل مون سائٹنگ میں برداشت کرتے ہیں اور اس کو اتفاق کے منافی نہیں سمجھتے کیوں کہ دن نہیں بدلتا تو براہ کرم آپ گلوبل مون سائٹنگ میں ہی چند گھنٹے کا فرق برداشت کر لیں جبکہ اس کا عظیم فائدہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے حکم اور سنت کی تعمیل بھی ہو جائے گی اور وحدت امت کا شرہ بھی ملے گا لیکن لوکل مون سائٹنگ کی صورت میں ان سب سعادتوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ بس فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے!! بہر کیف



علامہ شامی لکھتے ہیں: و ظاهر الروایة الثانی و هو المعتمد عندنا و عند المالکیہ و الحنابلہ ، لتعلق الخطاب عاماً بمطلق
الرؤية فی حدیث ”صوموا لرؤیتہ“ بخلاف اوقات الصلوة. (شامی ۳۹۳ ج ۲)

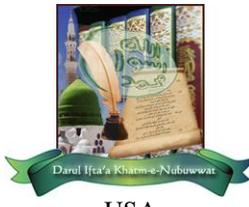
(ترجمہ) اور ظاہر الروایت دوسرا قول ہے (یعنی اختلاف مطالع غیر معتبر ہے) اور یہی ہمارے نزدیک اور مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک قابل
اعتماد ہے کیونکہ حدیث ”صوموا لرؤیتہ“ میں خطاب مطلق رویت کے ساتھ متعلق ہے، اس کے برعکس نماز کے اوقات میں ایسا نہیں ہے۔
یعنی چاند کے مطالع کو سورج کے مطالع پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ رویت ہلال کے متعلق خطاب نبوی ﷺ
میں عموم ہے جبکہ اوقات نماز کے بارے میں خطاب میں عمومیت نہیں پائی جاتی لہذا ان کا (شواہد) یہ قیاس درست نہیں ہے۔
(رویت ہلال و اعتبار مطالع ۵۰ بتعمیر یسیر)

شہ ۲: اختلاف مطالع کے غیر معتبر ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ دنیا میں جہاں بھی چاند نظر آجائے اس کے مطابق سب جگہوں اور ملکوں
کے لوگوں کو بشرائط معتبرہ رمضان و عید کرنا ہوگی، اس کو سعودی عرب کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ ترجیح کیا ہے پھر تو جاپان، چین، ملائیشیا، امریکہ
اور پاکستان وغیرہ کہیں بھی پہلے چاند نظر آجائے اس پر عمل کرنا چاہئے؟

جواب: آپ ہی بتائیے کہ آپ کے اور ہمارے اکابرین امت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت حکیم الامت تھانوی، حضرت مفتی محمود
الحسن گنگوہی، مفتی اعظم دیوبند مفتی نظام الدین اعظمی، مفتی حبیب الرحمان، مفتی اعظم پاکستان مفتی رفیع عثمانی وغیرہ یہاں تک بریلوی مکتبہ فکر
کے بانی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی، امام اہلحدیث علامہ شوکانی و دیگر اکابر آخر صرف سعودی رویت مکہ و مدینہ ہی کو اپنے فتاویٰ میں
حجت قرار کیوں دے رہے ہیں کیا ان کے دور میں جاپان، چین، ملائیشیا، امریکہ معرض وجود میں نہیں آئے تھے یا وہاں چاند طلوع نہیں ہوتا تھا؟
انہوں نے کسی بھی دوسرے ملک کی رویت کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ صرف مکہ و مدینہ کی رویت ہی کو کیوں حجت قرار دے کر ترجیح دی؟ آخر اس میں
کوئی بات تو ہے، ذرا سوچئے! اور بس آپ اپنے اکابر کے فتاویٰ پر عمل کیجئے بہر کیف دوسری بات یہ ہے کہ معاف کیجئے گا! کیا سعودی عرب دنیا کا
ملک نہیں ہے؟ کیا اس کی رویت پر عمل اختلاف مطالع کے غیر معتبر ہونے یعنی گلوبل مون سائٹنگ پر عمل نہیں ہے؟ کیا سعودی عرب کے علاوہ

کسی دوسرے ملک کی رویت کا اعتبار کرنے کی صورت میں یہ سوال باقی نہیں رہے گا کہ خاص اس ملک کو کیا وجہ ترجیح حاصل ہے؟ گویا یہ اشکال
تو دنیا کے کسی بھی ملک کی رویت لینے کی صورت میں وارد ہوگا ظاہر ہے آپ کسی انسان کو آواز دیں گے تو یازید آئے گا یا عمر آئے گا یا بکر آئے گا،
آپ یہ کہہ کر رد کر دیں کہ میں نے تو انسان کو بلا یا ہے تم تو زید ہو یا تم تو بکر ہو یا تم تو ہندہ ہو تو جواباً آپ سے یہی عرض کیا جائے گا کہ انسان کا
عمومی مصداق کسی نہ کسی میں تو متحقق ہوگا زید میں یا عمر میں یا ہندہ میں بالکل اسی طرح جب یہ کہیں گے کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں۔۔۔ تو وہ ملک
کوئی تو ہوگا!!

وہ ملک سعودی عرب بھی تو ہو سکتا ہے جہاں شرعی قواعد کے مطابق رویت ہلال کا اہتمام کیا جاتا ہے اور کسی قسم کے فرقہ وارانہ تعصبات



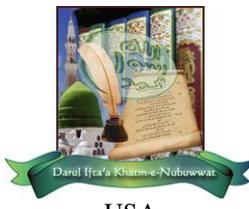
سے ہٹ کر خالص سنت کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے بلکہ حکومتی سطح پر اس قدر حزم و احتیاط اور انتظام و انصرام کے ساتھ شاید ہی دنیا کے کسی ترقی یافتہ ملک میں رویتِ ہلال کا اہتمام ہوتا ہو جیسا کہ شیخ الاسلام مولانا تفتی عثمانی نے ماہنامہ البلاغ میں رابطہ عالم اسلامی کی عالمی کانفرنس منعقدہ ۱۱ تا ۱۳ جنوری ۲۰۱۲ء مکہ مکرمہ کی رویتِ ہلال کی رویتِ ہلال کا طریقہ کار واضح کیا چنانچہ لکھتے ہیں (اقتباس ملاحظہ ہو)

۔۔۔۔ اس مؤتمر کے دوران سعودی عرب کے انتظام رویت کے بارے میں مفصل رپورٹ پیش کی گئی جس کا حاصل یہ تھا بہت کبار العلماء نے ۲۰۰۳ء میں اپنی قرارداد میں یہ فتویٰ دیا تھا کہ رویتِ ہلال میں دو مہینوں اور جدید آلات سے مدد لی جاسکتی ہے۔ چنانچہ اس کی بنیاد پر سعودی عرب کے مختلف خطوں میں آٹھ رصد گاہیں قائم کی گئی ہیں۔ رویتِ ہلال کمیٹیاں رصد گاہوں کے ماہرین کے ساتھ چاند دیکھنے اور اس کے لئے شہادتیں لینے کا اہتمام کرتی ہے۔ یہ ماہرین چاند کی پوزیشن کو متعین کرتے ہیں جس سے چاند دیکھنے میں مدد ملتی ہے۔۔۔۔۔ آگے آپ سعودی عرب میں ہر مہینے رویتِ ہلال کے اہتمام کے حوالے سے لکھتے ہیں (اقتباس ملاحظہ ہو)

میں نے (شیخ الاسلام مولانا تفتی عثمانی) یہ مسئلہ بھی اٹھایا کہ ہم نے سنا ہے کہ سعودیہ میں ہر مہینے رویت کا اہتمام نہیں ہوتا بلکہ خاص ان مہینوں میں رویت کا اہتمام کیا جاتا ہے جن کا تعلق براہِ راست رمضان کے روزوں، عید یاج سے ہوتا ہے۔۔۔ الخ (آگے لکھتے ہیں کہ) جواب میں قاضی عبدالعزیز صالح نے مؤتمر کو بتایا کہ ہم ہر مہینے رویت کا اہتمام کرتے ہیں اور یہ بات غلط ہے کہ صرف ان خاص مہینوں میں رویت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(آگے لکھتے ہیں کہ) پھر محکمہ کے بعض افسران نے وہ سرکاری ہدایات بھی دکھائیں جو ہر مہینے متعلقہ حضرات کو بھیجی جاتی ہیں اور ان میں یہ تاکید ہوتی ہے کہ ۲۹ تاریخ کو رویتِ ہلال کا اہتمام کیا جائے۔ یہ ہدایات سال کے عام مہینوں سے متعلق تھیں اور اس میں ہر مہینے کا اجرا کیا جاتا ہے۔ بہر حال یہ باتیں تو درست ثابت نہ ہوئیں کہ سعودی عرب میں رویت کے بجائے حسابی تقویم (ام القریٰ) پر اعتماد کیا جاتا ہے یا ہر مہینے رویت کا اہتمام نہیں ہوتا۔۔۔ الخ (ماہنامہ البلاغ اپریل ۲۰۱۲ء)

قارئین اب آپ ہی دیا ننداری سے بتلائیے کہ سعودی عرب کے علاوہ کسی دوسرے ترقی یافتہ اسلامی ملک میں سرکاری سطح پر رویتِ ہلال کا اس درجہ اہتمام کیا جاتا ہے جس پر امت گلوبل مون سائٹنگ کے مطابق اعتبار کر سکے، کیا جاپان، چین، ملائیشیا، پاکستان، امریکہ، برطانیہ، مراکش وغیرہ میں اس طرح کے انتظامات آپ کے مشاہدے میں ہیں؟ اگر ہیں تو ہماری معلومات میں ضرور اضافہ کیجئے ورنہ سعودی رویت کی ترجیح مانجیے! بہر کیف سعودی عرب کے علاوہ دوسرے ممالک میں یا تو سرکاری سطح پر رویتِ ہلال کا اہتمام نہیں ہے اور یا اگر سرکاری سطح پر اہتمام ہے تو بہت ہی کمزور اور محدود وسائل کے ساتھ اہتمام کیا جاتا ہے جس کے ساتھ اختلاف خود کی سطح پر کئی بار دیکھنے میں آیا ہے اور دو دو یا تین تین بسا اوقات تو پانچ پانچ عیدین منائی گئی ہیں اور سخت انتشار کی فضا پیدا ہوئی جیسا کہ پاکستان میں اس کی مثال دو چار سال قبل دیکھنے میں آئی اور اب تو ہر سال کا معمول بن گیا ہے، خیر!! جب سعودی عرب ایسا ملک خالص سنت کے مطابق شرعی رویتِ ہلال کا اہتمام کرتا ہے تو



گلوبل مون سائٹنگ میں اس سے بہتر تعین اور کیا ہو سکتا ہے بس اسی پر اعتماد کرنا چاہئے چنانچہ

فقہیہ الامت حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی اپنے معروف فتاویٰ میں لکھتے ہیں: ہلال رمضان کے لئے کسی ایسے ملک کے ریڈیو پر اعتماد کیا جائے جس کے بارے میں یہ یقین ہو کہ وہاں ”قواعد شرعیہ“ کے مطابق رویت ہلال کا فیصلہ ہوتا ہے خواہ یہ ملک کتنا ہی بعید کیوں نہ ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی معتبر عالم سے بذریعہ ٹیلیفون معلوم کر کے اس کے مطابق عمل کیا جائے بشرطیکہ آواز کی پہچان یا دوسرے ذرائع سے یہ معلوم ہو جائے کہ ٹیلی فون پر کون بول رہا ہے، بندہ نے مسئلہ اختلافِ مطالع پر انفراداً و اجتماعاً بارہا غور کیا ہر مرتبہ یہی نتیجہ نکلا کہ عند الاحناف بلادِ بعیدہ میں بھی اختلافِ مطالع غیر معتبر ہے اور یہی قول ”مفتی بہ“ ہے۔ ضرورت کے پیش نظر بلادِ بعیدہ و قریبہ میں فرق کے قائلین کو بھی وسعت سے کام لینا چاہیے۔

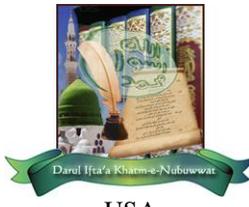
(احسن الفتاویٰ ۴۲۵ ج ۴)

خلاصہ یہ ہے کہ جب سعودی عرب کی رویت کو تمام علمائے عرب و عجم نے شرعی رویت مان لیا ہے کہ وہاں قواعد شرعیہ کے مطابق رویت ہلال کا اہتمام کیا جاتا ہے تو بقول حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی کے کہ ”ضرورت کے پیش نظر بلادِ بعیدہ و قریبہ میں فرق کے قائلین کو بھی وسعت سے کام لینا چاہیے۔“

چنانچہ لوکل مون سائٹنگ کے قائلین حضرات کو مفتی رشید صاحب کی نصیحت و تجویز کو پلے باندھنا چاہیے اسی میں رمضان و عید کی خوشیوں اور سعادتوں میں امت کا اتحاد ہے۔ کیونکہ باہمی اختلاف سے بچنا اور عبادات و مسرت میں وحدت اس وقت امت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ نیز مفتی رشید لدھیانوی فرما رہے ہیں کہ ”ہلال رمضان کے لئے کسی ایسے ملک کے ریڈیو پر اعتماد کیا جائے جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہاں ”قواعد شرعیہ“ کے مطابق رویت ہلال کا فیصلہ ہوتا ہے خواہ وہ ملک کتنا ہی بعید کیوں نہ ہو (اور وہ ملک سعودی عرب ہی ہو سکتا ہے جس کی شرعی رویت کو مدلل و مفصل ہم بیان کر چکے ہیں۔ ناقل)۔۔۔ الخ بہر کیف باہمی انتشار و افتراق کو رفع کرنے کے لئے لوکل مون سائٹنگ والوں کو مفتی صاحب کے اس فتوے پر عمل کرتے ہوئے وسعت سے کام لینا چاہیے۔ بس اسی میں شریعت و سنت کی اتباع اور امت کی وحدت و بھلائی ہے۔

شہد ۳: آخر وہ کون سی شرعی یا سائنسی وجہ ہے کہ ہمیشہ سعودی عرب میں ہی سب سے پہلے چاند نظر آتا ہے؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

جواب: آپ ہی بتلائیے وہ کون سی شرعی یا سائنسی ممانعت ہے کہ سعودی عرب میں پہلے چاند نظر نہیں آ سکتا؟ یا آخر وہ کون سی شرعی، عقلی یا عادی دلیل آپ کے ہاتھ لگ گئی ہے کہ سعودی عرب میں پہلے چاند نظر آنا ممنوع ہو گیا؟ دراصل اس سوال میں بدگمانی کی بدبو آرہی ہے جبکہ حدیث میں آتا ہے کہ ظنوا المؤمنین خیراً (ایمان والوں کے بارے میں نیک گمان رکھو) دوسری روایت میں ہے علیکم بالظن فان بعض الظن اثمہ (بدگمانی سے بچو کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں۔) اور اس سوال میں بدگمانی سعودی رویت اور علمائے مکہ و مدینہ کے



بارے میں مترشح ہو رہی ہے کہ شاید وہ قرآن و سنت کے خلاف اپنی رسمی تقویم ام القرئی (کیلنڈر) پر عمل کرتے ہیں یا کرائے بھاڑے کے بد و گواہ کہیں سے اٹھالاتے ہیں جو من مرضی کی شہادت دے کر انعام بھی پاتے ہیں (العیاذ باللہ) مفتی اعظم سعودیہ بن باز نے ایسے بدگمانوں کو کذاب اور کینہ پرور کہہ کر سخت مذمت کی ہے، بہر کیف ایسے لوگوں کا رویہ انتہائی افسوسناک بھی ہے اور قابل اصلاح بھی۔

چنانچہ جامع المقبول والمعقول امام علم ہیئت و فلکیات حضرت مولانا موسیٰ خان البازی اپنی کتاب ’فلکیات جدیدہ‘ میں لکھتے ہیں: مکہ پاک میں عید ہماری عید سے دو روز مقدم ہو سکتی ہے بعض اہل علم کا اس سے انکار کرنا فن ہیئت کے بیچ و خم سے ناواقفیت اور کسب فن کے مطالعہ کی قلت کی دلیل ہے۔ نیز اہل حجاز کی اس قسم کی عید کا مدار روایت شرعی کی بجائے اصطلاحی چاند (کیلنڈر۔ ناقل) قرار دینا ان کو صریح احکام قرآن و حدیث کا منکر تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ ہم حجاز کے دیندار اور علماء حضرات پر اس قسم کی بدظنی نہیں کر سکتے۔

(فلکیات جدیدہ ۱۔ طبع ادارہ تصنیف و ادب لاہور)

لیجیے قارئین! شرعی اور سائنسی وجہ آپ کو یقیناً سمجھ میں آگئی ہوگی کہ سعودیہ میں روایت ہماری روایت سے مقدم ہو سکتی ہے اور مولانا البازی بدظنی و بدگمانی سے بچنے کی تلقین بھی فرما رہے ہیں بلکہ دوسرے مقام پر مولانا موسیٰ خان البازی مزید تفصیل کے ساتھ سعودیہ میں پہلے چاند نظر آنے کی سائنسی وجہ لکھتے ہیں:

مکہ و لاہور میں عید کا دو دن تفاوت:

(ب) خط استواء کو جو علاقے شمالاً (جنوباً نہیں) قریب ہوں ان میں چاند جلدی نظر آئے گا اور دیر تک اُفق پر چمکتا رہے گا اور جو علاقے شمالاً دور ہوں ان کا معاملہ برعکس ہوگا۔ یاد رکھیں مکہ مکرمہ اور ملتان و لاہور سب خط استواء سے شمال کی جانب واقع ہیں۔ مگر مکہ لاہور کی نسبت خط استواء کے زیادہ قریب ہے۔ اس کا عرض شمالاً ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول ۷۷ درجہ ۱۰ دقیقہ ہے اور طول لاہور تقریباً ۱۰۹ درجہ ۲۲ دقیقہ اور عرض تقریباً ۳۱ درجہ ۵۰ دقیقہ ہے (دیکھو غیاث اللغات ص ۵۰۳)۔ درجوں کی یہ تفصیل قدیم ہیئت کے پیش نظر پیش کی گئی ہے۔

مکہ میں لاہور کی نسبت کواکب کا طلوع و غروب تقریباً ۲ گھنٹے ۱۰، ۱۱ منٹ اور ملتان میں ۲ گھنٹے تاخیر سے ہوتا ہے۔ یہ زمانہ حال کے بعض ماہرین کی رائے ہے۔ میرے حساب سے طلوع و غروب کا تفاوت اس سے زیادہ ہے۔ یہ طول بلد کا فرق ہوا۔ اس لئے یہ امر ممکن ہے بلکہ واقع ہے کہ جو چاند لاہور یا پنجاب میں نظر آنے کے قابل نہ ہو وہ ان علاقوں میں جن میں ایک گھنٹہ تاخیر سے غروب ہونظر آنے کے قابل بن جائے لیکن مکہ و مدینہ جہاں دو گھنٹوں سے بھی زیادہ تاخیر سے غروب ہو وہاں کے اُفق پر ہمارے علاقے میں ناقابل دید چاند دیر تک چمکتا رہے گا۔ تو ایک دن کا فرق طول بلد کے اختلاف کا نتیجہ ہوا۔ لیکن چونکہ مکہ مکرمہ کا عرض بلد بھی کم ہے اس لئے ایک دن کا فرق مزید بھی پڑ سکتا ہے۔ اس لئے وہاں کی عید ہم سے کبھی ایک دن اور کبھی دو دن مقدم ہوتی ہے۔

(ج) اُفق کے قریب گہرے بخارات ہوتے ہیں۔ چاند نظر آنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان بخارات سے بالا ہو۔



اس تمہید کے پیش نظر علمائے فلکیات نے لکھا ہے کہ جن مقامات میں چاند کا مدار منسوب ہو یا اقرب الی الانصباب ہو وہاں پر چاند اُفق کے کنارے کے بخارات سے بلند ہوگا اس لئے چاند جلدی نظر آئے گا (منصب کا مطلب یہ ہے کہ چاند کا مدار سر پر یا سر کے قریب ہے)۔ مگر یہی چاند دیگر مقامات پر نظر نہیں آئے گا کیونکہ وہاں کے باشندوں کے لحاظ سے چاند کا مدار خم دار یعنی ترچھا ہوگا اور وہ بخارات کی دبیرتوں میں پوشیدہ رہے گا۔ بہر حال چاند کا مدار اُفق کے ساتھ جہاں زاویہ قائمہ قریب الی قائمہ بناتا ہو وہاں پر وہ اُفق سے بلند ہوگا اور جہاں پر زاویہ حادہ و منفرجہ بنائے وہاں پر معاملہ برعکس ہوگا۔ یاد رکھیں ۱۱ جنوری ۱۹۲۷ء کی شب (بدھ و جمعرات کی درمیانی رات) کو آفتاب جنوبی برجوں میں سے برج جدی کے تقریباً بیسیویں درجہ میں اور ۱۲ جنوری (جمعرات و جمعہ کی درمیانی رات) کو اس کے اکیسویں درجہ میں تھا۔ لہذا چاند کا مدار اہل مکہ کے قریب تھا یعنی تقریباً ۵۰، ۵۱ درجہ جنوباً۔

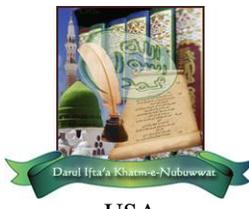
بنابریں حجاز میں عید کے تقدم کے مقتضی تین امور ہوئے۔ (۱) طول بلد کی کمی۔ (۲) عرض بلد کا قلیل ہونا۔ (۳) چاند کے مدار کا قرب۔ یہ تینوں امور اہل حجاز میں موجود ہیں۔ ٹھیک ہے کہ صرف طول بلد کی کمی سے ایک دن کا فرق ہو، مگر باقی وجوہ کے پیش نظر مزید ایک روز کا اضافہ ہو سکتا ہے۔

اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہماری اور اہل مکہ کی عید میں دو دن کے تقدم یا تاخیر کا احتمال اس وقت زیادہ ہوگا جب عید اکتوبر یا نومبر یا دسمبر یا جنوری یا فروری یا مارچ میں ہو۔ کیونکہ ان مہینوں میں پہلی کا چاند جنوبی برجوں میں ہونے کی وجہ سے ہم سے دور تر اور مکہ کے قریب ہوتا ہے۔ ۲۱ مارچ سے ۲۲ ستمبر تک پہلی کا چاند شمالی برجوں میں ہوتا ہے تو اہل مکہ کی طرح ہم سے بھی اس کا مدار قریب ہوتا ہے۔ اس لئے ان مہینوں میں عموماً فرق صرف ایک دن کا ہوگا۔ بعض متاخرین علماء و ماہرین نے پہلی کے چاند کی رویت میں اختلاف کے اسباب ۱۰ سے زائد شمار کئے ہیں۔ ہم نے اختصاراً صرف تین پر اکتفاء کیا۔

(فلکیات جدیدہ)

تو قارئین! جب یہ معاملہ پایہ ثبوت کو پہنچ چکا کہ سعودیہ میں ہم سے پہلے رمضان یا عید کا چاند نظر آسکتا ہے جیسا کہ آپ نے اس کی شرعی اور سائنسی وجہ ملاحظہ فرمائی تو پھر کسی مسلمان کو ان پر بدگمانی کا کوئی حق نہیں اور نہ ہی گلوبل مون سائٹنگ کے اتفاقی مسلک سے انحراف کرنا چاہیے جبکہ آج کے باہمی انتشار و افتراق میں اس سے بہتر کوئی دوسرا حل دکھائی نہیں دیتا نیز شیخ الاسلام مولانا تفتی عثمانی رویت ہلال کے حوالے سے ایک فتویٰ کے ضمن میں لکھتے ہیں: (اقتباس ملاحظہ ہو)

----- دوسری طرف سے یہ بات طے ہے کہ مجتہد فیہ مسائل میں اختلاف و نزاع کو ختم کرنے کے لئے کسی مرجوح جانب کو اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (جبکہ زیر بحث مسئلہ میں گلوبل مون سائٹنگ رائج اور اتفاقی مسلک ہے۔ ناقل) کیونکہ شریعت نے مسلمانوں کے افتراق و انتشار سے بچنے کے لئے بڑی بڑی مصلحتوں کو بھی قربان کیا ہے۔۔۔۔۔ الخ (آگے چل کر سعودی رویت کے بارے میں بدگمانی کا کیا خوب توڑ کرتے ہیں) (اقتباس ملاحظہ ہو)۔۔۔۔۔ اسی طرح جو لوگ سعودی عرب کی رویت کی بنیاد پر عمل کرنے کو باطل سمجھتے ہیں اور اس بنا پر باطل سمجھتے ہیں کہ وہاں چاند کی ولادت سے پہلے یا اس کے متصل بعد رویت کی شہادت معتبر مان لی جاتی ہے تو سوال یہ ہے کہ اگر وہ فیصلہ باطل



ہے تو سعودی عرب کے لئے بھی باطل ہونا چاہئے۔ کیا اس کا یہ نتیجہ نہیں ہوگا کہ پوری امت کے حج اور رمضان کو باطل قرار دیا جائے۔ میں (شیخ الاسلام مولانا تفتی عثمانی۔ ناقل) یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ جو سعودی عرب کے اعلان کو باطل سمجھتے ہیں وہ اسی روایت کی بنا پر وہاں جا کر رمضان و عید کیسے کر لیتے ہیں؟؟

(فتویٰ نمبر ۱۱۹۱/۱۴ مورخہ ۲۰/۹/۳۰ھ بقلم مفتی سید حسین احمد دارالافتاء دارالعلوم کورنگی۔ کراچی نمبر ۱۴)

نیز فقیہ العصر مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی سعودی روایت میں کسی بھی قسم کے شک و شبہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

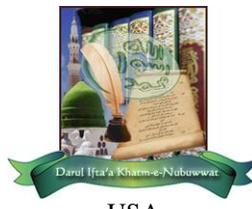
سعودی عرب میں ثبوت ہلال کے لئے حسابی طریقہ ہرگز استعمال نہیں ہوتا وہ اس کو حرام قرار دیتے ہیں اور عینی روایت پر شہادت کی بنیاد پر فیصلہ کرتے ہیں، اس سے متعلق سابق رئیس الجامعہ شیخ بن باز اور حکومت سعودیہ کی وزارت العدل کی تحریریں میرے پاس موجود ہیں عند الطلب ان کی فوٹو کا پیاں ارسال کی جاسکتی ہیں۔

رہا یہ سوال کہ وہاں اتنی جلدی روایت کیسے ہو سکتی ہے؟ تو اس کی وجوہ کچھ اور ہیں، اس وقت ان کو تحریر میں لانے کی ضرورت نہیں، چونکہ وہاں روزہ، عید اور حج وغیرہ احکام شرعی قہماً کے تحت ہوتے ہیں، اس لئے ان کی صحت میں کوئی شبہ نہیں،۔۔۔ الخ

(احسن الفتاویٰ بحوالہ عیون الرجال ۳۴)

غرضیکہ فنی اور سائنسی اعتبار سے سعودیہ میں چاند کی روایت ہم سے پہلے ہو سکتی ہے جس کو تفصیل کے ساتھ مولانا موسیٰ خان البازی نے اپنی تحقیق و تحریر میں ذکر کر دیا ہے اور مفتی رشید لدھیانوی نے سعودیہ میں جلدی روایت کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھ دیا کہ اس کی وجوہ کچھ اور ہیں یعنی خدا نخواستہ سعودی علماء یا حکومت کی جانب سے کسی قسم کی بددیانتی یا حسابی فارمولہ یا کرائے بھاڑے کے بد و گواہ نہیں ہیں بلکہ فنی و سائنسی وجوہات ہیں جن کو مولانا موسیٰ خان البازی نے اپنی تحریر میں ذکر کر دیا۔ بلکہ ہم آپ کی مزید تسلی کے لئے اس شبہ کے جواب کے ساتھ وہ ۲۵ سالہ سائنسی ریکارڈ منسلک کر رہے ہیں جس سے پتا چلتا ہے کہ جب سعودی عرب میں چاند نظر آیا ہے تو دنیا کے اور کن کن ممالک میں باقاعدہ چاند کی روایت ہوئی ہے جو اس بات پر کھلی دلیل ہے کہ سعودی عرب میں روایت ہلال کے حوالے سے کسی قسم کی خیانت سے کام نہیں لیا جاتا اور نہ ہی کرائے بھاڑے کے بد و گواہ مقرر کئے جاتے ہیں بلکہ عین شریعت و سنت کے مطابق روایت کی شہادتیں قبول کر کے اعلان کیا جاتا ہے:

ریکارڈ ملا حظہ ہو۔۔۔۔۔



Record of Shar'i Sighting experiments by Muslims in the world contrary to the theoretical New-moon calculations

Below is a list of references prepared by The Central Moon-sighting Committee of Britain relating to dates on which the moon was physically sighted worldwide with the naked eye according to Islamic guidelines including sightings in Saudi Arabia and Britain.

Note:

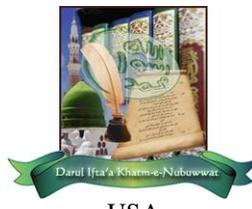
(i) Not a single sighting declared by the Supreme Court of Saudi Arabia has been included in this list. If such sightings were to be included this list the list would be much more extensive.

(ii) Sightings of the moon observed by expatriate workers in Saudi Arabia as well those (including British nationals) who visited for the purposes of Hajj or Umrah have been included in this list.

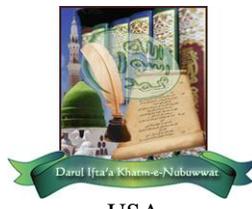
(iii) This list encompasses those occasions where the moon was sighted before the hypothetical birth of the new moon, at the time of birth and a few hours after birth.

(iv) Details on the age of the sighted moon were taken from the Royal Greenwich Observatory no. 24. To read more details about these, go in www.hizbululama.org.uk & click on Book ``Fajar & Isha part 1`` and see pages 33 to 43 especially page 40 onwards)

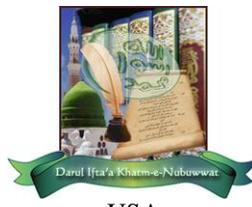
Records of Shar'i moon sighting experiments performed by Muslims around the world from 14/03/1983, contrary to the theoretical new-moon calculations including UK Moon sightings, which is highlighted in bold. The moon sighted on the same day as Haramain/Saudi Arabia along with other countries.



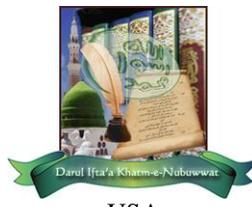
No.	Place of sighting	Date of sighting (sighted at /after the Sun set)	The time gape after theoretically calculated new moon	
			hrs	Min
1	Chicago , USA	Ramadhāan 1403/ 10 June 1983	3	12
2	London, UK	Ramadhāan 1403/ 10 June 1983		
3	Morocco	Shawwaal 1406/ 7 June 1986	5	39
4	Morocco	Dhul Qa'dah 1406/ 7 July 1986	14	25
5	Egypt	Sha'baan 1407/ 29 March 1987	3	25
6	Bolton, Lancs, UK	Ramadhāan 1407/ 27 April 1987 By 3persons	6	2
7	Chicago, USA	Ramadhāan 1407/ 27 April 1987	49 Minis before TCNM	
8	Pakistan	Ramadhāan 1407/ 28 April 1987	12	20
9	Bulandshehr, UP, India	Ramadhāan 1407/ 28 April 1987 Darul-Uloom Deoband announced Ramadhāan with Pakistan, and then news of this sighting reached them from Bulandshehr as it Seen by 5 persons, Shahadah taken by Darul Ifta Deoband delegation including Mufti Habiburrahman sahib by reaching there.	12	00
10	Madison, USA	Shawwaal 1407/ 27 May 1987	10	13
11	Wisconan USA	Shawwaal 1407/ 27 May 1987	10	13
12	Pakistan	Shawwaal 1407/ 27 May 1987	57 Miens before TCNM	
13	Batley, York's, UK	Shawwaal 1407/ 27 May 1987 Sighted by 4 men.	5	6
14	Blackburn, UK	Shawwaal 1407/ 27 May 1987 Sighted by 13 Men including 2 women	5	2
15	Meerath & Delhi (India)	Shawwaal 1407/ 27 May 1987	1Hr 32 Minis before TCNM	
16	Egypt	Shawwaal 1407/ 27 May 1987	1	38
17	Pakistan	Shawwaal 1408/ 15 May 1988	5Hrs 2 Mins before TCNM	
18	Preston, Lank, UK	Shawwaal 1408/ 15 May 1988	2Hrs 5 Minis before TCNM	
19	Peshawar, Pakistan	Shawwaal 1408/ 16 May 1988	15	56
20	Mujader, Palanpoor, Gujarat, India	Dhul Hijjah 1408/ 14 July 1988	16	8
21	Aswan, Egypt	Sha'baan 1409/ 7 March 1989 Sighted by 3 men including Imaam of Masjid. Shaikhul Azhar, Sh. Jaadul Haq refuted astronomy calculations and accepted their testimony. Eid next day.	2Hrs 25 Minis before TCNM	



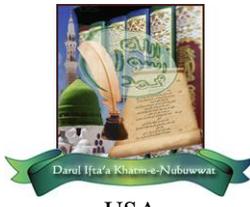
22	Morocco	Ramadhaan 1409/ 16 April 1989 Accepted by Ministry of Endowments	15	22
23	Egypt	Ramadhaan 1409/ 16 April 1989	12	44
24	Madinah, Saudi Arabia	Dhul Hijjah 1409/ 3 July 1989 Sighted outside near' Babe Umar Farooq of Masjid Nabawi <small>بصلى الله عليه وسلم</small> by 4 British Hujjaaj including Molvi Ya'qub Miftahi amidst 500 of others. (This spot is now within the Masjid due to extension)	11	15
25	Pakistan	Ramadhaan 1410/ 27 March 1990	17	42
26	Morocco	Shawwaal 1410/ 25 April 1990	1	12
27	Pakistan	Shawwaal 1410/ 25 April 1990	9	25
28	Turkey	Shawwaal 1411/ 15 April 1992	Contrary to TCNew Moon	
29	Algeria	Dhul Hijjah 1412/ 1 June 1992	=	
30	Brunei	Dhul Hijjah 1412/ 1 June 1992	=	
31	Turkey	Dhul Hijjah 1412/ 1 June 1992	=	
32	Pakistan	Ramadhaan 1412/ 4 March 1992	10 Mins before TCNM	
33	Pakistan	Shawwaal 1412/ 2 April 1992	15 Hrs 26 Mins before TCNM	
34	USA – 3 places (Ref: Houston)	Shawwaal 1412/ 3 April 1992	19	41
35	Blackburn, UK	Dhul Qa'dah 1412/ 2 May 1992 Sighted by 4 men including a Haafidh	2	00
36	Madinah, Saudi Arabia	Dhul Hijjah 1412/ 1 June 1992 Sighted from Jannatul Baqee' by 3 known men including 1 Haji from Britain and 2 Indian Muslims living in Riyaadh amidst thousands of other Hujjaaj	12	00
37	Blackburn, Lancashire UK	Dhul Hijjah 1412/ 1 June 1992 Sighted by 1 person repeatedly from Masjid Tauheedul Islam Compound	12	00
38	Jeddah, Saudi Arabia	Muharram 1413/ 30 June 1992 Sighted suddenly outside Masjid Aziziyyah by 2 Migrant Indian Muslims and a famous Principle of Madrasah Maulana Ali Khanpuri in India. Total people 3.	3	00
39	Blackburn, UK	Ramadhaan 1413/21 February 1993 Sighted by 3 men including a well-known Aalim	4	00
40	Germany	Ramadhaan 1413/21 February	4	00



		1993 Sighted by 1 man		
41	Bolton, UK	Shawwaal 1413/ 22 March 1993 Sighted by 2 men	11	40
42	Blackburn, UK	Shawwaal 1413/ 22 March 1993 Sighted by 2 men including an Aalim	11	40
43	Morocco	Shawwaal 1413/ 22 March 1993 Accepted by Ministry of Endowments	12	40
44	Abu Dhabi	Shawwaal 1413/ 22 March 1993	12	00
45	Birmingham, UK	Shawwaal 1413/ 22 March 1993 Sighted by 5 men including an Aalim and 1 woman	11	16
46	Preston, UK	Shawwaal 1413/ 22 March 1993 Sighted by 4 men including a Haafith	11	40
47	Rodhrham, UK	Shawwaal 1413/ 22 March 1993 Sighted by 3men including 2 Imaams	11	40
48	Bolton, UK	Shawwaal 1413/ 22 March 1993 Sighted by 1 man	11	40
49	Cosalo-Burk	Shawwaal 1413/ 22 March 1993 Sighted by 3 men	11	40
50	Bradford, UK	Shawwaal 1413/ 22 March 1993 Sighted by 6 men	11	40
51	Birmingham, UK	Ramadhaan 1413/ 21 May 1993 Sighted by 2 men(see hand scatch downen)	6	09
52	Birmingham, UK	Ramadhaan 1414/ 10 Feb 1994 Sighted by Taxi Driver	2	30
53	Luton, UK	Sha'baan 1415/ 1 January 1995 Sighted by 5 men after Maghrib	6	00
54	Dewsbury, UK	Shawwaal 1419/ 17 January 1999 Sighted by 6 people including 4 women	Near TCNM	
55	Holcombe, UK	Dhul Hijjah 1419/ 17 March 1999 Sighted by 8 Ulama from Daarul Uloom Bury	19 Mins before TCNmoon	
56	Morocco	Dhul Hijjah 1419/ 17 March 1999 Accepted by Ministry of Endowments!	19 Mins beforeNTCmoon	
57	Aden, Yemen	Shawwaal 1424/ 23 Nov 2003		
58	Lisbon, Portugal	Shawwaal 1424/ 23 Nov 2003 Sighted by 2 men		
59	Manchester, UK	Ramadhaan 1425/ 14 Oct 2004 Sighted by 8 men (based on this sighting the majority of Barelwi Masajid in Manchester commenced their Ramadhaan though some refuted this sighting based	14	00

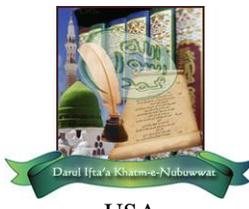


		<i>on observatory calculations whereas M.Ahmad Raza Khan refutes total observatorial theory and regards it as impermissible to base the status of a sighting on such calculation . (see his fatawa in our book & web. The media used blew this issue out of proportion as they always do and created a major rift among the Muslims of Britain. The Deobandi accepted this sighting.</i>		
60	Morocco	Shawwaal 1425/ 12 Nov 2004 <i>Sighting not accepted by Ministry of Endowments though but locals went ahead with Eid</i>	1	30
61	Portugal	Shawwaal 1425/ 12 Nov 2004	1	30
62	Birmingham, UK	Ramadhān 1427/ 22 Sept 2006 <i>Sighted by 4 people including 2 women</i>	3	30
63	Pakistan	Ramadhān 1427/ 22 Sept 2006 <i>Sighted by 17 people</i>	3	30
64	Iraq	Ramadhān 1427/ 22 Sept 2006 <i>Sighted by 16 Sunnis</i>	3	30
65	Dayton, USA	Ramadhān 1427/ 22 Sept 2006 <i>Sighted by 14 people</i>	3	30
66	Houston, USA	Ramadhān 1427/ 22 Sept 2006 <i>Sighted by 1 man and accepted</i>	3	30
67	Nigeria	Ramadhān 1427/ 21 Sept 2006	24 hrs before TCNM	
68	Senegal	Ramadhān 1427/ 21 Sept 2006	24 hrs before TCNM	
69	Nigeria	Shawwaal 1427/ 22 October 2006	Contrary to TCNM	
70	Senegal	Shawwaal 1427/ 22 October 2006	=	=
71	Halifax,	Shawwaal 1427/ 22 October 2006	=	=
72	Toronto, Canada	Shawwaal 1427/ 22 October 2006	=	=
73	California, USA	Shawwaal 1427/ 22 October 2006	=	=
74	Phoenix, Arizona USA	Shawwaal 1427/ 22 October 2006	=	=
75	Los Angeles, USA	Shawwaal 1427/ 22 October 2006	=	=



76	Sarhad, Pakistan	Shawwaal 1427/ 22 October 2006	=	=
77	Saudi Arabia	Shawwaal 1427/ 22 October 2006 <i>by 1 person</i>	=	=
78	Dabhel, Gujarat, India	Shawwaal 1427/ 23 October 2006 <i>Sighted by 2 Ulama</i>	=	=
79	Walsad, Gujarat, India	Shawwaal 1427/ 23 October 2006 <i>Sighted by 3 people</i>	=	=
80	Khanpur, Jambusar, Gujarat, India	Shawwaal 1427/ 23 October 2006 <i>Sighted by 3 including 2 Ulama</i>	=	=
81	Karmad, Gujarat, India	Shawwaal 1427/ 23 October 2006	=	=
82	Aachod, Gujarat, India	Shawwaal 1427/ 23 October 2006	=	=
83	Godhra, Gujarat, India	Shawwaal 1427/ 23 October 2006 <i>Sighted by 4 people</i>	=	=
84	Sarhad, Pakistan	Shawwaal 1427/ 23 October 2006 <i>Sighted by 38 people</i>	=	=
85	Sydney, Australia	Shawwaal 1427/ 23 October 2006	=	=
86	Aden, Yemen	Shawwaal 1427/ 23 October 2006	=	=
87	Barbados	Shawwaal 1427/ 23 October 2006	=	=
88	Batton Rug-USA	Shawwaal 1427/ 23 October 2006	=	=
89	Louisiana, USA	Shawwaal 1427/ 23 October 2006	=	=
90	Ocalos Iland-USA	Shawwaal 1427/ 23 October 2006	=	=

جاری ہے۔۔۔۔۔



حالات زمانہ میں تجدد و تمدن کو سامنے رکھتے ہوئے شریعت کی وسعت سے فائدہ نہیں اٹھاتا خواہ مخواہ تشدد کی راہ اختیار کر کے شریعت سے نفع اٹھانے میں حائل ہوتا ہے۔

بہر کیف جن احناف کے نزدیک جم غفیر (کثیر لوگ) کی بھی شرط لگائی گئی ہے ان کے ہاں بھی نبی اکرم ﷺ کے عمل و سنت کے مطابق قاضی کو فیصلے کا اختیار دے کر درحقیقت ایک فرد واحد ہی کو با اختیار بنا دیا گیا ہے کہ اس کو اطمینان ہو جائے تو وہ فیصلہ کرنے کا مجاز ہے تو دیکھا قارئین! جب قاضی کے اطمینان ہی پر فیصلے کا مدار ہے خواہ جم غفیر ہی کیوں نہ ہو تو اگر اس قاضی کو ایک یا دو گواہوں کی گواہی پر اطمینان ہو جائے تو آپ کے لئے قابل قبول کیوں نہیں ہے؟

اسی ضمن میں ایک شبہ اور تجویز یہ پیش کی جاتی ہے کہ سعودیہ میں بسا اوقات شہادتوں کو ایسے مواقع پر تسلیم کر لیا جاتا ہے کہ جب حسابی طور پر روایت ممکن نہیں ہوتی تو ایسے میں ایک یا دو گواہوں کی گواہی نہ مانی جائے بلکہ جم غفیر کی شرط لگائی جائے تاکہ تمہمت کذب نہ رہے اس حوالے سے پہلی بات تو یہ ہے کہ حنفیہ کی ظاہر الروایت میں مذکور جم غفیر کی شرط علامہ شامی اور ابن نجیم ایسے فقہاء کے نزدیک بوجہ روایت ہلال میں سستی عام ہو جانے اور بنیاد باقی نہ رہنے کے، قابل عمل نہ رہی تو فلکی حساب میں عدم امکان روایت کی صورت میں جم غفیر کی شرط کی بھلا کیا حیثیت رہ جاتی ہے جب کہ اس صورت میں جم غفیر کی شرط ظاہر الروایت تو دور کی بات، کسی نامور حنفی فقیہ سے بھی منقول نہیں ہے اور ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ تمام فقہائے اسلام نے فلکی حساب کو روایت کے باب میں اثباتاً و نفیاً و اعانۃ کسی بھی صورت میں اہمیت نہیں دی بلکہ اس کو شریعت و سنت کے خلاف ایک نئے سبب کا اختراع کہا ہے چنانچہ اس اختراع سبب کو شریعت و سنت کے سیدھے سادھے اصول کے مقابلے میں اہمیت دے کر جم غفیر کی شرط لگانا قابل فہم بھی ہے اور ناقابل عمل بھی جیسا کہ علامہ شامی روایت کے باب میں اپنے زمانے کی سستی اور نکاسل کا گلہ کر چکے ہیں تو معاف کیجیے گا! پھر آپ اس سائنسی اور مشینی دور میں کس ”جم غفیر“ کی توقع رکھتے ہیں؟؟

بس شریعت و سنت کے اصول شہادت اور نصاب شہادت پر فلکی نصاب کو تھوپنا بھلے نفی ہی میں کیوں نہ ہو، یہ محض معاملے کو مزید الجھانا ہے۔ خدارا! اس ”الجھی“ ہوئی امت کو مزید الجھانا کوئی خدمت نہیں!! کیونکہ اس وقت امت کو ”قابل عمل شرعی حل“، مطلوب ہے نہ کہ محض علمی و نظریاتی مباحث و توجیہات۔

بہر کیف اگر ادنیٰ درجے میں یہ مان بھی لیں کہ سعودی روایت کا یہ طریقہ کار کہ حالت صحو اور عدم صحو (مطلع صاف ہو یا نہ ہو) دونوں

حالتوں میں ایک یا دو گواہ قبول کرنا حنفیہ کی ظاہر الروایت کے خلاف ہے اس لئے ہمارے لئے قابل قبول نہیں!!

تو آپ سے ہمارا سوال یہ ہے کہ ظاہر الروایت کے خلاف ہونے کی وجہ سے کیا سعودی روایت غیر شرعی ہو جاتی ہے یا شرعی رہتی ہے؟

ظاہر ہے ثانی الذکر صورت متعین ہے کہ سعودی روایت شرعی رہتی ہے کیونکہ صحو و عدم صحو میں آئمۃ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی، امام ابن حنبل کے ہاں یہی نصاب شہادت ہے اور سعودیہ میں حنبلی مسلک کے مطابق اسی نصاب شہادت پر عمل ہوتا ہے۔ تو جب سعودی روایت ہر دو حال میں شرعی رہی تو گلوبل مون سائٹنگ کے مطابق اس پر عمل کرنے میں کون سا غیر شرعی عنصر داخل ہو گیا؟ اور آپ کے لئے سوائے بدگمانی کے اب کون سا



عذر باقی رہا؟ چنانچہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں: (اقتباس ملاحظہ ہو)

نتیجہ بحث یہ ہے کہ سعودی عرب والے اگر شہادت شرعیہ کی بنیاد پر رمضان اور عید کا فیصلہ کرتے ہیں تو یہ درست ہے اگرچہ نصاب شہادت ان کے فقہی مذہب کے مطابق ہو اور حساب فلکی کے خلاف ہو، اور جب سعودی عرب کی رویت کا فیصلہ مذکورہ بالا شرعی اصول کے مطابق درست ہو، تو اس صورت میں برطانیہ یا امریکہ کے رہنے والے اس کے مطابق عمل کر سکتے ہیں بشرطیکہ یہ فیصلہ ان تک طریق شرعی سے پہنچ جائے جو کہ معروف ہے۔۔۔ الخ

دیکھا قارئین! مفتی اعظم پاکستان نہ صرف یہ کہ سعودی رویت کو شرعی قرار دے رہے ہیں باوجود یہ کہ نصاب شہادت ان کے فقہی مذہب کے مطابق ہے بلکہ امریکہ و برطانیہ والوں کے لئے اس کو حجت بھی قرار دیا ہے۔

غرضیکہ جم غفیر کی شرط نہ پائی جانے کے باوجود سعودی رویت بالکل شرعی ہے اور اس کے مطابق عید اور رمضان کرنا عین شریعت و سنت بھی ہے اور عبادت و مسرت میں وحدت امت بھی!!

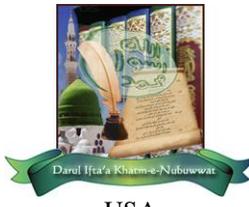
(فتویٰ نمبر ۸۷۳۶۱ مورخہ ۳۲/۹/۱۲ھ دارالافتاء دارالعلوم کورنگی کراچی پاکستان)

شہدہ ۵: جب مطلق اختلافِ مطالع غیر معتبر ہونے یعنی گلوبل مون سائٹنگ کا مسلک ہی رائج ہے تو ہندوستان اور پاکستان کے علماء اور ہلال کمیٹیاں کیوں سعودی رویت کو اپنے یہاں نافذ نہیں کرتے اور اس کے مطابق علمائے برصغیر عمل کیوں نہیں کرتے؟

جواب: معاف کیجئے گا! یہی سوال ہم آپ سے کرتے ہیں کہ تمام اکابرین امت اور علمائے پاک و ہند نے اپنے عمل کے خلاف فتوے کیوں دیئے ہیں؟ اور اپنے فتاویٰ میں گلوبل مون سائٹنگ (اتحادِ مطالع) کو رائج کیوں کہا ہے؟ اور مکہ مدینہ کی رویت کو نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے حجت قرار کیوں دیا ہے؟ یہاں تک کہ مکہ کی رویت پر روزہ نہ رکھنے کی صورت میں روزے کی قضا کے واجب ہونے کے فتوے کیوں دیئے ہیں؟ جیسا کہ گزشتہ تحریر میں حضرت گنگوہیؒ، حضرت تھانویؒ، اعلیٰ حضرت بریلویؒ وغیرہ کے باحوالہ فتاویٰ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں!! بس آپ اس ”کیوں“ کا جواب ڈھونڈیں گے تو انشاء اللہ حق تک پہنچ جائیں گے۔

بہر کیف آپ ہی بتائیے کہ عمل اور فتویٰ میں تعارض ہو جائے تو اصولاً کون معتبر ہے؟ عمل یا فتویٰ؟؟

ظاہر ہے اس میں کوئی دورائے نہیں ہیں کہ فتویٰ ہی معتبر ہے اور عمل کسی تاویل اور عذر پر محمول ہوگا اور شریعت میں اس کے بہت نظائر ہیں چنانچہ اصول حدیث کے مطابق آنحضرت ﷺ کی قولی اور فعلی حدیث میں تعارض ہو جائے تو قولی معتبر اور مقدم ہوگی جبکہ فعلی حدیث موول یعنی کسی عذر پر محمول کی جائے گی مثلاً آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں بیٹھ کر پیشاب کرنے کا حکم فرمایا ہے جبکہ دوسری حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا! چنانچہ قولی اور فعلی حدیثیں متعارض ہو گئیں تو نتیجہ یہی نکلے گا کہ قولی حدیث مقدم و معتبر ہوگی کہ حکم و فتویٰ بیٹھ کر پیشاب کرنے کا ہی ہے بالعموم امت اسی پر عمل کرے گی جبکہ آپ ﷺ کا عملی طور پر کھڑے ہو کر پیشاب فرمانا کسی عذر سے تھا وہ



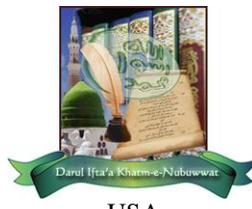
آپ ﷺ کا حکم اور فتویٰ نہیں ہے چنانچہ امت کو عمومی حالات میں اس پر عمل کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

قارئین! بالکل اسی طرح اکابرین امت کے اقوال و فتاویٰ مقدم و معتبر ہیں بس انہی پر عمل کیا جائے گا باقی ان کا بظاہر عمل موئل ہوگا یعنی کسی عذر پر محمول ہوگا تو ہم اکابرین برصغیر کے فتاویٰ پر عمل کے پابند ہیں نہ کہ ان کے عمل کی پیروی کرنے کے کیونکہ بسا اوقات ”عمل“ کے پس پردہ بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں ہر شخص کے حالات و مقامات اس کے مقتضی نہیں ہوتے اس لئے پاکستان و ہندوستان کے حالات کو امریکہ و یورپ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اور نہ بالعکس!!

باقی رہا یہ مسئلہ کہ وہاں اکابرین امت اپنے فتاویٰ کے خلاف عمل کرنے پر کیوں مجبور ہیں یا ایک مرجوح مسلک (لوکل مون سائٹنگ) پر عمل پیرا کیوں ہیں! اس کی وضاحت کے لئے ہم مزاجاً و طبعاً نہ چاہتے ہوئے بھی صرف اشارۃً اتنا کہتے ہیں کہ ہندوپاک میں مسلکی اختلاف اور فرقہ وارانہ تعصبات نے اس قدر اندھا کر دیا ہے کہ ”حق سے انکار اور باطل پر اصرار“ کے لئے محض اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ یہ وہابی ہے، یا یہ بریلوی ہے یا یہ دیوبندی ہے وغیرہ وغیرہ۔ نہ دلیل کی ضرورت نہ حجت و برہان کا مطالبہ۔ پس فرقہ وارانہ ایک نعرہ کسی کو گستاخِ رسول ﷺ بنا ڈالے اور کسی کو شرک کا امام، بہر کیف ہندوپاک میں ”وہابیت“ کے خلاف بے جا تعصب کا غلبہ گلوبل مون سائٹنگ کے اتفاقی اور رائج مسلک سے سخت مانع ہے اور باعث اختلاف اور مرجوح مسلک پر عمل جاری ہے حالانکہ اس مسئلے کا وہابیت سے کوئی تعلق نہیں خود فقہ حنفی کا بھی مفتی بزدہب یہی ہے جبکہ اہل حق کے محقق اور معتدل علمائے کرام خوفِ فتنہ کی وجہ سے رائج اور مفتی بہ مسلک کو رائج کرنے پر خاموشی میں عافیت سمجھتے ہیں لیکن امریکہ و یورپ میں الحمد للہ اسی سے قوے فیصد مسلمان گلوبل مون سائٹنگ کے مطابق مکہ کی رویت پر عمل کر رہے ہیں اور پاکستان کے سرحدی علاقے کے لوگوں کی طرح لوکل مون سائٹنگ والوں کو امریکہ یورپ میں بنظر استحسان نہیں دیکھا جاتا چنانچہ امریکہ و یورپ میں اکابرین امت کے فتاویٰ پر عمل کرنے میں نہ صرف یہ کہ کوئی مانع نہیں ہے بلکہ ان مواقع پر باہمی انتشار و افتراق اہل اسلام کو غیروں کے سامنے ڈگمگا دیتا ہے اور نئی نسلیں الگ سوالیہ نشان بن کر سامنے کھڑی منہ چڑھتی ہیں اس لئے اکابرین امت کے رائج اور مفتی بقول پر مبنی فتاویٰ پر عمل کرنا لازم ہے بس اسی میں اہل اسلام کے لئے دیارِ غیر میں اعتماد اور نئی نسلوں کے لئے اطمینان اور مسرت بھی ہے اور لوکل مون سائٹنگ والوں کے لئے ایک سچی دعوت بھی! کیا ہے کوئی سمجھ رکھنے والا؟؟

غرضیکہ اب تو گزشتہ چند سالوں سے پاکستان میں بھی عید و رمضان کے مواقع پر انتشار و افتراق کے نتیجے میں گلوبل مون سائٹنگ کی صدائیں بلند ہونے لگی ہیں چنانچہ بعض علمائے کرام اور اراکین اسمبلی نے قومی اسمبلی کے اجلاس میں بھی آواز اٹھائی ہے اور مرکز اسلام مکہ کی رویت کو باضابطہ طور پر پاکستان کے لئے حجت قرار دینے کی تجاویز آنے لگی ہیں جیسا کہ پڑوسی ملک

افغانستان نے آفیشل طور پر سعودی رویت کو اپنے ملک کے لئے حجت قرار دے دیا ہے اور اسی کے مطابق رمضان کا آغاز اور عید تہوار کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی کی مساعی کو بھلایا نہیں جاسکتا کہ وہ گاہے بگاہے رابطہ عالم اسلامی کی کانفرنسوں میں شرکت کر کے سعودی رویت کی شرعی اور قانونی اور آفیشل طریقہ رویت کی روئیداد سے اپنے مقالات میں آگاہ کرتے رہتے ہیں جس سے



سعودی رویت کی شرعی اور قانونی حیثیت مستحکم ہوتی ہے اور حکام و عوام کے شکوک و شبہات رفع ہوتے ہیں امید ہے ان کی یہی مساعی جلیلہ حکومتوں کے لئے راہ عمل ہموار کر دے گی، اور انشاء اللہ سندھ پاکستان میں بھی باضابطہ گلوبل مون سائٹنگ پر آفیشل طور پر فیصلہ کر دیا جائے گا۔
واللہ الموفق والمعين

جاری ہے۔۔۔۔۔



شیخ الحدیث مولانا نیاز محمد عتقی
مفتی مونس احمد عتقی

Links of Fatwa on Urdu Times News Paper	
http://www.urdutimesusa.com/magzine/2013/may/09/images/Page_01.gif	
Qist #1	http://www.urdutimesusa.com/magzine/2013/may/09/images/Page_13.gif
Qist #2	http://www.urdutimesusa.com/magzine/2013/may/16/images/Page_18.gif
Qist #3	http://www.urdutimesusa.com/magzine/2013/may/23/images/Page_18.gif
Qist #4	http://www.urdutimesusa.com/magzine/2013/may/30/images/Page_18.gif
Qist #5	http://www.urdutimesusa.com/magzine/2013/june/06/images/Page_18.gif
Qist #6	http://www.urdutimesusa.com/magzine/2013/june/13/images/Page_14.gif http://www.urdutimesusa.com/magzine/2013/june/13/images/Page_15.gif